﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿...اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿...عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾(بنی اسرائیل:80)

# الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ: حافظ محمد ظفراللہ عاجزؔ

جلد 25 | جمعۃ المبارک 12/اکتوبر 2018ء — 02 صفر 1440 ہجری قمری ❁ 12/اخاء 1397 ہجری شمسی | شمارہ 41

## میری پیروی کرو

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض صحابہ کو مسجد نبوی کے آخری حصہ میں کھڑے ہوئے دیکھا تو فرمایا:

آگے آؤ اور میری پیروی کرو اور جو لوگ ہمیشہ پیچھے کھڑے ہوتے ہیں اللہ بھی انہیں پیچھے کر دے گا۔

(صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب تسویۃ الصفوف حدیث نمبر 662)

## ﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

**کیا تم صدیوں والی حدیث نہیں پڑھتے۔ اس ہزار (سال) نے ہر طرح کی ضلالت اور شرک و بدعت کی سب انواع اور فسق و معصیت کی تمام اقسام اپنے اندر جمع کر لی ہیں۔ اس میں اللہ کے حقوق، بندوں کے حقوق اور مخلوق کے حقوق ضائع کر دیئے گئے ہیں۔ ارتداد کے دروازے کھل گئے ہیں پھر اس کے بعد تم کس دلیل پر ایمان لاؤ گے۔**

”پس اس بحث سے ہم نے کامل یقین اور عرفان سے سمجھ لیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ یَعۡرُجُ اِلَیۡہِ فِیۡ یَوۡمٍ کَانَ مِقۡدَارُہٗۤ اَلۡفَ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوۡنَ (وہ ایک ایسے دن میں اس کی طرف عروج کرتا ہے جو تمہاری گنتی کے حساب سے ایک ہزار سال کے برابر ہوتا ہے۔ (السجدۃ:6)) اُس مدت کے متعلق ہے جو ضلالت، فسق و فجور اور سرکشی میں گزری ہے۔ اس میں مشرکوں کی کثرت ہو گئی تھی سوائے چند لوگوں کے جو تقویٰ شعار تھے۔ یہ پورے ایک ہزار برس ہیں نہ اس سے زیادہ نہ کم۔ پس اگر تم سوچ بچار سے کام لو تو اس سے بڑی دلیل اور کیا ہوگی اور اگر تم قبول نہ کرو تو ہمیں کھول کر بتاؤ کہ اس معنی کے سوا اس آیت کا اور کیا مفہوم ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ قیامت بھی دنیاوی مدت کے سالوں جیسے ہزار سالوں کی ہے یا قیامت کے دن اسی جیسی مدت میں اعمال اللہ کی طرف چڑھیں گے اور اس سے پہلے اللہ کو اُن اعمال کا علم نہ ہوگا۔

اے حد سے تجاوز کرنے والو! اللہ سے ڈرو۔ اس سے بڑی کون سی گواہی ہے جو فی الواقع ظاہر ہو چکی۔ میری مراد اس مدت کی مقدار ہے جس میں گمراہی غالب رہی۔ تم یقیناً اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہو کہ نیکی کی صدیوں کے بعد زمانۂ ضلالت کی مدّت اور اس کی شدّت اور اس میں اضافہ ہوناحقاً وصدقاً ایک ہزار سال تک ممتد رہا ہے۔ کیا تم خود مشاہدہ کر لینے کے باوجود انکار کرتے ہو۔ جھوٹ کھیتی کی روئیدگی کی طرح شروع ہوا پھر ایک درخت کی طرح ہو گیا۔ یہاں تک کہ دجّال کی بلند عمارت ظاہر ہو گئی اور تم دیکھتے رہے۔ گمراہی اگرچہ پہلے بھی تھی لیکن اُس کے سینگ ان تین صدیوں کے بعد ہی تیز ہوئے ہیں۔ کیا تم صدیوں والی حدیث نہیں پڑھتے۔ اس ہزار (سال) نے ہر طرح کی ضلالت اور شرک و بدعت کی سب انواع اور فسق و معصیت کی تمام اقسام اپنے اندر جمع کر لی ہیں۔ اس میں اللہ کے حقوق، بندوں کے حقوق اور مخلوق کے حقوق ضائع کر دیئے گئے ہیں۔ ارتداد کے دروازے کھل گئے ہیں پھر اس کے بعد تم کس دلیل پر ایمان لاؤ گے۔ یاجوج اور ماجوج کھول دیئے گئے ہیں اور تم دیکھتے ہو کہ وہ ہر اُونچی جگہ سے دوڑتے چلے جا رہے ہیں۔ یہ دونوں ان تین صدیوں کے بعد ہی نکلے ہیں۔ اور ان دونوں کا اقبال اس ہزار کے آخری حصہ میں ہی مکمل ہوا ہے اور ان کی سطوت کی تکمیل کے ساتھ اس ہزار کی تکمیل ہوئی ہے۔ یقیناً اس میں غور و فکر کرنے والی قوم کے لئے ضرور ایک نشان ہے۔ قرآن اس پوشیدہ بھید کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یاجوج ماجوج ایک معلوم وقت کے دن تک روکے گئے اور جکڑے گئے ہیں پھر نیکی کے سورج کے غروب ہونے کے ایّام اور گمراہیوں کے زمانہ میں وہ دونوں کھول دیئے جائیں گے جیسا کہ ان دنوں میں تم دیکھتے اور مشاہدہ کرتے ہو۔ حق کے طالبوں کے لئے اسی قدر بیان کافی ہے۔ میرا خیال ہے کہ مَیں جو چاہتا تھا وہ مَیں نے مکمل کر دیا ہے اور ظالموں پر اتمام حجت کر دی ہے۔ یہ وہ آخری بات ہے جس کا ہم نے ارادہ کیا، اِس زمانہ کے طالبانِ حق کے لئے اس بات کو پورا کرنے پر ہم اللہ کی حمد و ثنا کرتے ہیں۔

تمّت

المؤلف میرزا غلام احمد

17/اکتوبر 1902ء“

(خطبہ الہامیہ مع اردو ترجمہ صفحہ 257 تا 259۔ شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

☆...☆...☆

# اسلام آباد (پاکستان) کی ہائی کورٹ کا فیصلہ
# (ایک تجزیہ)

(ڈاکٹر مرزا سلطان احمد)

قسط نمبر 10

## عدالتی فیصلہ میں کلیدی اسامیوں کا ذکر

اسلام آباد ہائی کورٹ کے تفصیلی فیصلہ میں اس مسئلہ کا ذکر بار بار آیا ہے کہ احمدیوں کی فہرستیں بنانا ضروری ہے ورنہ یہ خدشہ ہے کہ احمدی یا دوسرے اقلیتی مسالک کے لوگ کلیدی یا حساس اسامیوں پر فائز ہو سکتے ہیں۔ خواہ اس مقدمہ میں درخواست گزاروں کی درخواستیں ہوں، یا وکلا کے دلائل ہوں، یا عدالت کی اعانت کے لئے طلب کئے گئے ماہرین کی آراء یا بحث ہو یا عدالت کا اپنا فیصلہ یا رائے ہو، یہ ذکر بار بار آتا رہا ہے کہ کلیدی یا حساس آسامیوں پر قادیانیوں کا تسلط پہلے بھی رہا ہے اور اب بھی یہ خدشہ موجود ہے کہ ان اسامیوں پر فائز ہو کر وہ ملک کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔

## درخواست گزاروں کا موقف

سب سے پہلے اس مسئلہ کا ذکر اللہ وسایا صاحب کی درخواست میں آیا۔ ان کی درخواست میں عدالت سے استدعا کی گئی ہے:

"Direct the Respondent No.3 to maintain, henceforth, a separate database of individuals belonging to Qadiani group/Lahori group entering in civil service so that in future they may not be posted in offices involving sensitive matter/s." (page 3)

ترجمہ: مدعاعلیہ نمبر 3 کو ہدایت کی جائے کہ وہ قادیانی/ لاہوری گروہ سے تعلق رکھنے والوں کے علیحدہ اعداد و شمار جمع رکھنے کا اہتمام کرے تا کہ انہیں ایسے عہدوں پر مقرر نہ کیا جائے جو حساس معاملات سے نمٹتے ہیں۔

یہاں اس بات کا ذکر کرنا ضروری ہے کہ اس فیصلہ میں 'key posts' اور 'sensitive posts' کا نام تو کئی جگہ آیا ہے لیکن یہ وضاحت نہیں کہ حساس یا کلیدی اسامیوں سے کیا مراد ہے؟

جماعتِ احمدیہ کے مخالفین کی طرف سے یہ مطالبہ بہت پرانا ہے کہ احمدیوں کو کلیدی یا حساس اسامیوں پر نہ لگایا جائے۔ جہاں تک ان عہدوں کی تعریف کا تعلق ہے تو یہ سوال 1953ء کے فسادات پر بننے والی تحقیقاتی عدالت میں بھی کیا گیا تھا۔ اس وقت یہ موقف پیش کیا گیا تھا کہ "کلیدی اسامی" سے مراد وہ عہدہ ہے جس کا کام پالیسی وضع کرنا ہو۔ لیکن جب ان سے یہ دریافت کیا گیا کہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے علاوہ، جو اُس وقت وزیرِ خارجہ تھے، اور کون سے احمدی کلیدی عہدے پر مقرر ہیں۔ تو وہ کسی اور ایسے احمدی کا نام نہیں لے سکے جو اُس وقت ایسے عہدے پر کام کر رہا تھا۔

[رپورٹ تحقیقاتی عدالت فسادات پنجاب 1953ء صفحہ 262]

لیکن جیسا کہ گذشتہ قسط میں حوالے درج کر دیئے گئے ہیں یہی مطالبہ 1984ء میں بھی دہرایا جا رہا تھا۔ لیکن اگر کوئی آدمی ریلوے سٹیشن پر کینٹین کا ٹھیکیدار بن جائے، تعلیمی ادارے میں ورزش کرانے والا استاد بن جائے یا کسی ہسپتال کا ڈائریکٹر آف سرجری بن جائے تو اس پر بھی احتجاج کیا جا رہا تھا۔ اس قسم کے مطالبات میں، جن کا مقصد حقوق کو سلب کرنا ہو، بعض اصطلاحات کا مفہوم مبہم رکھا جاتا ہے تا کہ وقت کے ساتھ ان کو حسبِ منشا تبدیل کیا جا سکے۔

اور شاید یہی وجہ ہے کہ اللہ وسایا صاحب جو اس درخواست میں درخواست گزار (W.P.NO. 3862/2017) ہیں انہوں نے عدالت میں یہ استدعا بھی کی ہے

"Direct the Respondent No.3 to bring on record a detailed report showing individuals/officers belonging to Qadiani group/Lahori group currently serving in the Federal Government with their respective portfolios" (page 34)

ترجمہ: مدعا علیہ نمبر 3 کو ہدایت کی جائے کہ وہ افراد/ افسران جو کہ قادیانی / لاہوری گروپ سے تعلق رکھتے ہیں اور وفاقی حکومت میں ملازم ہیں، ان کی فہرست ان کے عہدوں سمیت تیار کر کے ریکارڈ پر رکھی جائے۔

یہاں پر مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمام ایسے احمدیوں کی فہرست تیار کی جائے جو کہ وفاقی حکومت میں ملازم ہیں۔ یہ فیصلہ بعد میں اپنی خواہش کے مطابق کیا جائے گا کہ کون کلیدی اسامی پر کام کر رہا ہے؟ اسی طرح درخواست گزار کے وکیل نے دلائل دیتے ہوئے اس بات پر برہمگی کا اظہار کیا کہ جب عدالت نے اس کارروائی کے دوران establishment division سے استفسار کیا کہ کتنے قادیانی کلیدی اسامیوں (key posts) پر کام کر رہے ہیں تو ان کی طرف سے جواب دیا گیا کہ یہ اعداد و شمار تیار نہیں کئے گئے۔ وکیل نے اس بات پر تشویش کا اظہار کیا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں یہ علم نہیں کہ کتنے قادیانی بیوروکریسی میں شامل ہو کر اپنے مفادات کے لئے کام کر رہے ہیں۔ [صفحہ 9و10]

## عدالتی ماہرین کی رائے

یہ تو درخواست گذار کے وکیل صاحب کے دلائل تھے۔ اس موضوع پر، ان ماہرین نے بھی جنہیں عدالت نے اپنی اعانت کے لئے طلب کیا تھا، اظہارِ خیال کیا۔ چنانچہ ایک Amicus Curiae حافظ حسن مدنی صاحب نے یہ رائے دی:

"Before induction of persons in sensitive institutions a thorough investigation about their faith may be conducted with the help of the religious experts and psychiatrists and for this purpose a Board may be constituted with the task of giving ideological verification." (page 20)

ترجمہ: حساس اداروں میں رکھنے سے قبل امیدوار کے عقائد کے بارے میں دینی ماہرین سے اور ماہرینِ نفسیات سے مکمل تحقیقات کرا لینا ضروری ہیں۔ اور اس غرض کے لئے ایک بورڈ بنانا چاہیے جو کہ نظریات کی تحقیقات کرے۔

ایک اور amicus curiae اکرم شیخ صاحب نے بھی اس نظریہ کی تائید ان الفاظ میں کی:

"Yet, these laws and such amendments may be rendered more effective by bringing about administrative changes at the grassroots level, such as inserting a requirement to filing a declaration by the competing candidates for Civil Services posts and exams. Such a requirement is not entirely alien to our state institutions, as it is already a prerequisite for induction into the military service in Pakistan." (page 29)

ترجمہ: پھر بھی ان قوانین کو اور ایسی ترامیم کو زیادہ موثر بنایا جا سکتا ہے اگر نچلی سطح پر انتظامی تبدیلیاں کی جائیں۔ مثلاً سول سروس کے عہدوں کے لئے منتخب ہوتے ہوئے یا سول سروس کے امتحان کے وقت ایک اظہار جمع کرانا ضروری قرار دیا جائے۔ ایسا نہیں کہ ہماری ریاست کے انتظام میں اس کی مثال موجود نہ ہو کیونکہ عسکری خدمات میں لئے جانے سے قبل اس کا جمع کرایا جانا ضروری ہوتا ہے۔

## لیاقت علی خان صاحب کی اصل رائے کیا تھی؟

پھر اس بات میں وزن پیدا کرنے کے لئے اس فیصلہ میں تحریر کیا گیا ہے:

"Within a span of four years Mr. Liaqat Ali Khan came to know of the Qadianis prophecies and utterances regarding creation of an Ahmadiyya state in Kashmir and Baluchistan. In the wake of their policy and aspirations for a united India, he ordered the creation of Special Intelligence Cell to prepare list of Qadianis in sensitive postions and to keep an aye on their activities." (page 46)

ترجمہ: چار سال کی مدت کے اندر اندر مسٹر لیاقت علی خان کو بلوچستان اور کشمیر میں اپنی ریاست بنانے کے بارے میں قادیانیوں کی پیشگوئیوں اور بیانات کا علم ہو گیا۔ اور اس بات کی وجہ سے کہ ان کی پالیسی اور امنگیں یہ ہیں کہ ہندوستان کو متحد کر دیا جائے لیاقت علی خان صاحب نے حکم دیا کہ انٹیلیجنس کا خصوصی شعبہ قائم کیا جائے جو کہ ان قادیانیوں کی لسٹ بنائے جو کہ حساس عہدوں پر کام کر رہے ہیں اور ان کی سرگرمیوں پر نظر رکھے۔

پہلی بات یہ ہے کہ الزام تراشی کی جلدی میں دو عجیب و غریب متضاد الزام لگا دیئے گئے ہیں۔ اگر احمدی کشمیر اور بلوچستان میں اپنی علیحدہ ریاستیں بنانے کی سازش کر رہے تھے تو پھر یہ ممکن نہیں کہ وہ متحدہ ہندوستان کے دوبارہ قیام کی سازش کر رہے تھے۔ اگر احمدیوں نے کشمیر میں اپنی علیحدہ ریاست بنانی تھی تو پھر متحدہ ہندوستان بنانے کی سازش نہیں ہو سکتی تھی بلکہ ہندوستان کے زیرِ انتظام کشمیر کے متعلق بھی یہ سازش تھی۔ یہی ایک پہلو اس الزام کو غیر سنجیدہ الزام ثابت کر دیتا ہے۔ ایک اور پہلو بھی قابلِ غور ہے کہ اگر لیاقت علی خان صاحب کے نزدیک احمدی اتنی بڑی سازش کر رہے تھے تو پھر انہوں نے ایک احمدی کو اپنے آخری دم تک ملک کا وزیر خارجہ کیوں بنائے رکھا؟ اور جہاں تک اس افسانوی Special Intelligence Cell کا تعلق ہے تو اس کا ثبوت کیا ہے؟ اس کا ثبوت دینا تو الزام لگانے والوں کا کام ہے۔ اس کا ثبوت دیکھنے کے بعد ہی اس کے متعلق کوئی رائے دی جا سکتی ہے۔ اس وقت کا ریکارڈ تو اب declassify بھی ہو چکا ہے۔ اس لئے اس کا ثبوت نہ دینے کا کوئی عذر نہیں ہونا چاہیے۔ البتہ پاکستان کے پہلے وزیرِ اعظم لیاقت علی خان صاحب کے متعلق جو ریکارڈ ہم نے دیکھا ہے، اس کے مطابق آپ کو ایک طبقہ سے خدشہ تھا کہ وہ پاکستان کو تباہ کرنے پر تُلے ہوئے ہیں اور وہ کون سا طبقہ تھا؟ یہ جاننے کے لئے ہم خود انہی کے الفاظ پیش کرتے ہیں۔ یہ موقع بھی بہت اہم تھا۔ یہ موقع تھا جب پاکستان کی قانون ساز اسمبلی میں قراردادِ مقاصد پیش ہوئی۔ اس موقع پر ایک معزز ہندو ممبر اسمبلی نے اپنی تقریر میں ذکر کیا کہ چند تنگ نظر مولوی صاحبان ان کے پاس آئے اور اپنے شدت پسند نظریات کا اظہار کیا۔ اس کے جواب میں لیاقت علی خان صاحب نے فرمایا:

"I can quite understand why this visit and why this handing over of this literature was done. There are some people who are out to disrupt and destroy Pakistan and these so called ulema who have come to you, they have come with that particular mission of creating doubts in your mind regarding the bona fides of the mussalmans of Pakistan. Do not for God's sake lend your ears to such mischievous propaganda. I want to say and give a warning to this element which is out to disrupt Pakistan that we shall not brook it any longer. They have misrepresented the whole ideology of Islam to you. They are in fact enemies of Islam while posing as friends and supporters of Islam……………….

Sir, my friend that these people told him that in an Islamic state –that means a state which is established in accordance with this resolution-no Non-Muslim can be head of the administration. This is absolutely wrong. A non-Muslim can be the head of administration under a constitutional government with limited authority that given under the constitution to a person or an institution in that particular state." (Constituent Assembly of Pakistan Debates, Vol 5 no. 5 p 12 th March 1949 p 94–95)

ترجمہ: میں بخوبی سمجھ سکتا ہوں کہ وہ ملاقات کرنے کیوں آئے تھے اور یہ لٹریچر کیوں دیا گیا تھا؟ بعض لوگ ایسے ہیں جو پاکستان کو منتشر اور تباہ کرنا چاہتے ہیں اور یہ نام نہاد علماء جو آپ کے پاس آئے تھے وہ اسی مشن کے ساتھ آئے تھے تا کہ آپ کے ذہن میں پاکستان کے مسلمانوں کی حسنِ نیت کے بارے میں شک ڈالیں۔ خدا کے لئے ان لوگوں کے شرانگیز پراپیگنڈا پر کان نہ دھریں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں اور اس طبقہ کو جو پاکستان کو منتشر کرنا چاہتا ہے یہ انتباہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہم اسے مزید برداشت نہیں کریں گے۔ ان لوگوں نے آپ کے سامنے اسلامی نظریات کی غلط ترجمانی کی ہے اور یہ لوگ اپنے آپ کو اسلام کا دوست اور حمایتی ظاہر کرتے ہیں اور اصل میں اسلام کے دشمن ہیں...

جناب! میرے دوست نے بتایا کہ ان لوگوں نے انہیں بتایا کہ ایک اسلامی ریاست میں۔ یعنی اُس ریاست میں جو کہ اس قرارداد کے مطابق وجود میں آئے گی۔ کوئی غیر مسلم انتظامیہ کا سربراہ نہیں ہوسکتا۔ یہ بالکل غلط ہے۔ ایک غیر مسلم آئینی حکومت میں انتظامیہ کا سربراہ ہوسکتا ہے۔ ان محدود اختیارات کے ساتھ جو کہ کسی ریاست کے آئین میں کسی شخص یا ادارے کو دیئے جاتے ہیں۔

یہ پاکستان کے پہلے وزیرِ اعظم کا پاکستان کی پہلی قانون ساز اسمبلی میں بیان ہے۔ اور لیاقت علی خان صاحب تو یہ اقرار کر رہے ہیں کہ مولویوں کا ایک طبقہ تنگ نظری کے خیالات کو پھیلا کر ملک کو تباہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اور وہ تو یہ نظریہ پیش کر رہے ہیں کہ مذہب کی بنیاد پر پاکستان میں کسی شخص کو سربراہ حکومت بننے سے بھی نہیں روکا جا سکتا۔ یہ دونوں باتیں اس عدالتی فیصلہ میں درج باتوں کی تردید کر رہی ہیں۔

## ایک بے بنیاد الزام

اس فیصلہ کے صفحہ 49 پر یہ مفروضہ درج ہے کہ احمدی کلیدی عہدوں پر کس طرح لگائے جاتے تھے؟

"They collaborated both with the military rulers and the bureaucracy to get key posts in fast expanding economic institutions and public organizations."

ترجمہ: انہوں نے [یعنی احمدیوں نے] فوجی حکمرانوں اور بیوروکریسی کے تعاون سے پاکستان کے تیزی سے ترقی پانے والے اقتصادی اور پبلک اداروں میں کلیدی اسامیوں پر قبضہ کرلیا۔

جیسا کہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ جسٹس شوکت عزیز صدیقی صاحب کا تعلق جماعتِ اسلامی سے رہ چکا ہے اور ان کے ٹکٹ پر ایک مرتبہ الیکشن بھی لڑا تھا گو کامیاب نہیں ہو سکے تھے۔ اور یہ یاد کراتے جائیں کہ جب جنرل ضیاء صاحب کی آمریت تھی تو جماعتِ اسلامی شروع میں ان سے بھرپور تعاون کر رہی تھی اور ان کی کابینہ میں عہدے بھی قبول کر رہی تھی۔ اس پس منظر کے باوجود جماعتِ احمدیہ پر بغیر ثبوت کے یہ اعتراض ایک بے معنی دعوے سے زیادہ کوئی حقیقت نہیں رکھتا، جس کا کوئی ثبوت نہیں دیا گیا۔

Owen Bennet Jones اپنی کتاب Pakistan: Eye of the Storm میں لکھتے ہیں:

"Throughout his period in office Zia rewarded the only political party
to offer him consistent support, Jamaat-e-Islami. Tens of thousands of Jamaat activists and sympathisers were given jobs in the judiciary, the civil service and other state institutions. These appointments meant Zia's Islamic agenda lived on long after he died." (Pakistan Eye of the Storm by Owen Bennet Jones, internet archives p 17)

ترجمہ: اپنے سارے دور میں ضیاء نے اُس ایک پارٹی کو یعنی جماعتِ اسلامی کو نوازا جس نے اسے مستقل مدد دی تھی۔ جماعتِ اسلامی کے ہزاروں حامیوں اور ہمدردوں کو عدلیہ میں، سول سروس میں اور دوسرے ریاستی اداروں میں ملازمتیں دی گئیں۔ ضیاء کی موت کے بعد بھی اس نے ان کے اسلامی ایجنڈا پر عملدرآمد کرایا۔

اس پس منظر میں جماعتِ احمدیہ پر یہ الزام ایک بے معنی الزام ہے کیونکہ جماعتِ احمدیہ کے مخالفین کو آمریت کے دور میں سب سے زیادہ نوازا گیا تھا۔

اس فیصلہ کے صفحہ 127 پر لکھا ہے:

"That phenomenon of the infiltration of Qadianis by posing themselves as Muslims, in the State institutions and key posts, including the high Constitutional offices was to be addressed, effectively but no step were taken towards this direction, although the same has been the demand of the nation and mandate of 2nd Constitutional Amendment."

ترجمہ: قادیانیوں کا اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے ریاستی اداروں اور کلیدی اسامیوں بشمول اعلیٰ آئینی عہدوں میں سرایت کر جانے کے عمل کا مسئلہ حل ہونا چاہیے تھا لیکن اس سمت میں کوئی قدم نہیں اُٹھایا گیا۔ اگرچہ دوسری آئینی ترمیم کے بعد سے یہ قوم کا مطالبہ رہا ہے۔

اس عدالتی فیصلہ کے صفحہ 168 پر یہ مطالبہ بالکل ایک اور رنگ میں پیش کیا گیا ہے۔ اور اس سے یہی تاثر ملتا ہے کہ یہ عمل صرف احمدیوں تک محدود نہیں رہے گا بلکہ اسے آگے بڑھایا جائے گا اور ہر اہم سرکاری اہلکار سے نہ صرف یہ دریافت کیا جائے گا کہ اس کا مذہب کیا ہے بلکہ ہر مسلمان اہلکار سے یہ بھی پوچھا جائے گا کہ اس کا فرقہ کون سا ہے۔ اور ایسا بڑے پیمانے پر کیا جائے گا۔ چنانچہ لکھا ہے:

Every citizen of the country has right to know that the person(s) holding the key posts belongs to which religious community… (page168)

ترجمہ: ہر شہری کا یہ حق ہے کہ وہ یہ جانے کہ جو شخص کلیدی عہدے پر کام کر رہا ہے، اس کا مذہبی گروہ کیا ہے؟

## صرف حساس نہیں معزز اور آئینی عہدے پر بھی مقرر نہیں ہو سکتے

پھر اس فیصلہ میں احمدیوں کے بارے میں لکھا ہے:

"Due to their names they can easily mask their belief and become part of Muslim majority. Also they can then gain access to dignified and sensitive posts resulting in accumulation of all benefits."(page169-170)

ترجمہ: اپنے ناموں کی وجہ سے وہ اپنے عقائد چھپاتے ہیں اور مسلم اکثریت کا حصہ بن جاتے ہیں۔ اور معزز اور حساس عہدوں تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں۔

اس حصہ سے یہ تاثر ملتا ہے کہ عدالت کے نزدیک کسی اقلیت کے لئے معزز عہدے پر مقرر ہونا بھی ممنوع ہے اور وہ صرف غیر معزز اسامیوں پر ہی کام کر سکتے ہیں۔ پھر لکھا ہے:

"It is significant to prevent this situation because the appointment of a non Muslim on constitutional posts is against our organic law and rituals."(page 170)

ترجمہ: اس صورتِ حال کو روکنا ضروری ہے کیونکہ ایک غیر مسلم کا آئینی عہدوں پر فائز ہونا ہمارے organic law اور رسومات کے خلاف ہے۔

## عدالتی فیصلہ آئین کی بنیاد کے خلاف

یہاں کلیدی اسامیوں کی جگہ ایک اور اصطلاح استعمال کی گئی ہے یعنی "آئینی عہدے"۔ اگر "آئینی عہدوں" سے مراد وہ تمام عہدے ہیں جن کا ذکر پاکستان کے آئین میں ہے تو یہ بات ذہن میں رہنی چاہیے کہ پاکستان کے آئین کی رو سے صرف وزیرِ اعظم اور صدر کے لئے مسلمان ہونا ضروری ہے۔ اور باقی کسی عہدے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ مسلمان ہو۔ مثال کے طور پر وفاقی وزراء اور صوبائی وزراء کے لئے مسلمان ہونا ضروری نہیں ہے۔ اسمبلیوں کے سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کے لئے مسلمان ہونا ضروری نہیں۔ سینٹ کے چیئرمین کے لئے مسلمان ہونا ضروری نہیں۔ تمام عدالتوں کے چیف جسٹس صاحبان اور جج صاحبان کے لئے مسلمان ہونا ضروری نہیں۔ چیف الیکشن کمشنر، چیئرمین پبلک سروس کے لئے مسلمان ہونا ضروری نہیں۔ یہ سب عہدے بھی تو آئین میں مذکور ہیں۔ جب یہ بات کی جائے رہی ہے کہ ان عہدوں پر کوئی غیر مسلم یا جسے پاکستان کا آئین غیر مسلم قرار دیتا ہے ان عہدوں پر مقرر نہیں ہوسکتا تو یہ بات بذاتِ خود پاکستان کے آئین کی خلاف ورزی ہے۔ یہ بات ماورائے آئین نہیں بلکہ خلافِ آئین ہے۔ کیونکہ پاکستان کا آئین یہ ضمانت دیتا ہے اور یہ ضمانت پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 27[1] میں موجود ہے۔ اس آرٹیکل کے الفاظ یہ ہیں:

"کسی شہری کے ساتھ جو باعتبارِ دیگر پاکستان کی ملازمت میں تقرری کا اہل ہو، کسی ایسے تقرر کے سلسلے میں محض نسل، مذہب، ذات، جنس، سکونت یا مقام پیدائش کی بناء پر امتیاز روا نہیں رکھا جائے گا۔"

اور آئین کی شق باب 1 یعنی بنیادی حقوق کے باب میں شامل ہے۔ اور اس باب کا آغاز [یعنی آئین کے آرٹیکل 8 کا آغاز] ہی ان الفاظ سے ہوتا ہے:

1) کوئی قانون، یا رسم یا رواج جو قانون کا حکم رکھتا ہو، تناقص کی اس حد تک کالعدم ہوگا جس حد تک وہ اس باب میں عطا کردہ حقوق کا نقیض ہو۔

2) مملکت کوئی ایسا قانون وضع نہیں کرے گی جو بایں طور عطا کردہ حقوق کو سلب یا کم کرے اور ہر وہ قانون جو اس شق کی خلاف ورزی میں وضع کیا جائے اس خلاف ورزی کی حد تک کالعدم ہوگا۔

تو صورتِ حال یہ ہے کہ آئین کی رو سے کوئی رسم یا رواج اس بنیادی حق کی راہ میں روک نہیں بن سکتا اور مملکت مستقبل میں بھی کوئی ایسا قانون نہیں بنا سکتی جو اس شق کی خلاف ورزی کرے۔ اگر مملکت ایسا قانون بنا بھی دے تو وہ اگر ان حقوق سے متصادم ہو جن کا ذکر اس باب میں ہے تو وہ قانون اس حد تک کالعدم ہوگا۔ اور اس پر عمل درآمد کرنا ایک غیر آئینی قدم ہوگا۔

درخواست گذاروں نے یہ درخواست دی ہے کہ احمدیوں کو کلیدی اسامیوں سے علیحدہ کیا جائے، یا وکلاء یا Amicus Curiae نے جو دلائل دیئے ہیں کہ احمدیوں کا کلیدی اسامیوں پر کام کرنا مناسب نہیں ہے اور خود انہوں نے اس عدالتی فیصلہ میں اس بات پر بار بار اظہارِ تشویش کیا ہے کہ احمدی آئینی عہدوں پر یا کلیدی اسامیوں پر مقرر نہیں ہو سکتے۔

## رواج اور Natural Law کا سہارا

غالباً جسٹس شوکت عزیز صدیقی صاحب کو اس بات کا احساس تھا کہ یہ درخواست اور ایسا کوئی بھی ممکنہ قدم کوئی آئینی جواز اپنے اندر نہیں رکھتا۔ یہ آئین کی ان شقوں کے خلاف ہے جن کے خلاف قانون سازی کا حق مملکت کے کسی ادارے کو نہیں ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس الجھن سے نکلنے کے لئے اور اس بات کا جواز پیدا کرنے کے لئے انہوں نے اس آخری حوالے میں لکھا ہے کہ اگر غیر مسلم آئینی عہدوں پر کام کرے تو یہ ہمارے Ritual [رسم یا رواج] اور Natural Law کے خلاف ہوگا۔

یہاں اس بحث سے پہلے کہ Ritual اور Natural Law کا مطلب کیا ہے اور اس موقع پر ان کا ذکر کرنا اپنے اندر کوئی قانونی معنی رکھتا بھی ہے کہ نہیں؟ ایک بنیادی سوال کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور وہ سوال یہ ہے کہ اگر کوئی Ritual آئین کی بنیادی شقوں کے خلاف ہو تو کیا پاکستان میں آئین پر عمل ہوگا یا پھر ہر کوئی شخص اس بات پر آزاد ہے کہ وہ اپنی مقامی Ritual پر عمل کرتا رہے اور آئین کی خلاف ورزی کرے۔ آئینِ پاکستان کا آغاز ہی اس بات کو واضح کر دیتا ہے کہ کوئی رواج ان بنیادی حقوق کو ختم نہیں کر سکتا جو کہ بنیادی حقوق

کے باب میں درج ہیں۔

اور جہاں تک اس فیصلہ میں Natural Laws کا تعلق ہے تو اس موضوع پر قدیم زمانے سے اب تک بہت بحثیں ہوئی ہیں۔ ارسطو اور افلاطون سے شروع ہو کر، پھر عیسائی راہب Aquinas سے آج کے فلاسفروں تک اس موضوع پر بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ یہاں ان سب بحثوں کا خلاصہ بیان نہیں کیا جا رہا۔ لیکن اس ضمن میں چند سوالات ضرور اُٹھتے ہیں۔ پہلا سوال یہ ہے کہ کیا پھر ہر فیصلہ کرنے والے کو اجازت ہوگی کہ وہ Natural Law کا نام لے کر آئین کی خاص طور پر اُن شقوں کو جن کا تعلق بنیادی حقوق سے ہے کالعدم قرار دے دے؟ اگر ایسا کیا جائے گا تو پھر وہ دروازہ کھلے گا کہ کوئی بھی بنیادی انسانی حق محفوظ نہیں رہے گا۔ دوسرا سوال یہ اُٹھتا ہے کہ آج پاکستان میں مذہب کو بنیاد بنا کر اور Natural Laws کا نام لے کر کچھ طبقات کو بنیادی انسانی حقوق سے محروم کیا جاتا ہے تو پھر کیا ایسے ممالک میں جہاں مسلمان اکثریت میں نہیں ہیں، انہیں بھی یہ اختیار ہوگا کہ اپنے مذہب کو بنیاد بنا کر اور Natural Laws کا نام لے کر مسلمانوں کو اُن کے بنیادی حقوق سے محروم کر دیں۔ کیا یہ قابل قبول ہوگا؟

## مولوی صاحبان آخر چاہتے کیا ہیں؟

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ جب 1953ء کی تحقیقاتی عدالت میں مودودی صاحب نے اپنی تصورات کی ''اسلامی ریاست'' کے خدوخال بیان کئے تو یہ واضح ہو گیا کہ ان کی اس تصوّراتی ریاست میں غیر مسلموں کو دوسرے درجہ کے شہری کی حیثیت حاصل ہو گی۔ اس پر عدالت نے ان سے سوال کیا

''اگر ہم پاکستان میں اس شکل کی اسلامی حکومت قائم کرلیں۔ تو کیا آپ ہندوؤں کو اجازت دیں گے کہ وہ اپنے دستور کی بنیاد اپنے مذہب پر رکھیں؟''

اس پر مودودی صاحب نے جواب دیا:

''یقیناً مجھے اس پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ کہ حکومت کے اس نظام میں مسلمانوں سے ملیچھوں اور شودروں سا سلوک کیا جائے۔ ان پر منو کے قوانین کا اطلاق کیا جائے۔ اور انہیں حکومت میں حصّہ اور شہریت کے حقوق قطعاً نہ دیئے جائیں۔''

اور صدر جمیعت العلماء پاکستان نے بھی کہا کہ انہیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا کہ اگر ہندوستان میں مسلمانوں سے شودروں جیسا سلوک کیا جائے۔ جماعتِ اسلامی کے میاں طفیل محمد صاحب نے تو یہ بھی کہا کہ اگر کوئی غیر مسلم حکومت اپنے کسی مسلمان شہری کو کسی عہدے کی پیشکش کرے تو اس مسلمان کو چاہیے کہ انکار کر دے۔

[رپورٹ تحقیقاتی عدالت فسادات پنجاب 1953ء صفحہ 245 تا 247]

ظاہر ہے کہ اگر اسی سوچ کو پروان چڑھایا جائے تو پھر دنیا بھر میں فتنوں کا دروازہ کھل جائے گا اور خود مسلمانوں کے حقوق بھی محفوظ نہیں رہیں گے۔ قدیم زمانے میں جب انسانی حقوق کا شعور اتنا مستحکم نہیں ہوا تھا تو Natural Law کا نام لے کر کچھ طبقات کو ان کے بنیادی انسانی حقوق سے محروم کیا جاتا تھا۔ مثلاً ارسطو نے اسی کو جواز بنا کر یونانی شہروں میں کثرت سے پائے جانے والے غلاموں اور ان کو اس پستی کی حالت میں رکھنے کو جائز بلکہ ضروری قرار دیا تھا۔ افلاطون نے اسی کو بنیاد بنا کر بعض نسلوں اور شہروں کو بھی کمتر قرار دیا تھا۔ عیسائی راہب فلاسفروں میں سے Aquinas اور St. Augustine نے بھی اس قسم کے نظریات کو بنیاد بنا کر غلامی کا جواز پیدا کیا تھا۔

(http:// www.bbc.co.uk/ethics/ slavery/ethics/philosophers_1. shtml. accessed on 26.9.2018)

لیکن یہ فلسفہ قبل مسیح ادوار میں یا ابتدائی عیسائی راہبوں کے دور میں تو قابل قبول ہو سکتا تھا کہ Natural Law کا نام لے کر انسانوں کے بنیادی حقوق سے محروم کر دیا جائے لیکن فی زمانہ اس فلسفہ کو بنیادی انسانی حقوق کی حفاظت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے انہیں پامال کرنے کے لئے استعمال نہیں کیا جاتا۔

جس طرح پاکستان کے سابق چیف جسٹس نسیم حسن شاہ صاحب اپنے ایک فیصلہ میں لکھتے ہیں

"Fundamental Rights in essence are restraints on the arbitrary exercise of power by the State in relation to any activity that an individual can engage. . . . . Moreover, Basic or Fundamental Rights of individuals which presently stand formally incorporated in the modern Constitutional documents derive their lineage from an era traceable to the ancient Natural Law." (Muhammad Nawaz Sharif v. Federation of Pakistan(PLD 1993 SC 473-p 29)

ترجمہ: بنیادی حقوق کی روح یہ ہے کہ ریاست کو اپنے اختیار کے استعمال میں من مانی کرنے سے روکا جائے کہ وہ ایک فرد کی سرگرمیوں پر کوئی قدغن لگائے ... مزید یہ کہ ایک فرد کے بنیادی حقوق جو آج باقاعدہ جدید آئین کا حصہ ہیں اصل میں قدیم Natural Laws سے اپنا وجود رکھتے ہیں۔

اس سے اگلی قسط میں ہم یہ جائزہ پیش کریں گے کہ کیا ایک ریاست یا ایک مملکت یا ایک پارلیمنٹ کے پاس غیر محدود اختیار ہے کہ وہ جس طرح چاہے قانون سازی کرے یا اس کی کوئی حدود ہیں؟ کیا قانون ساز اداروں کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ بنیادی انسانی حقوق کو پامال کرنے کے قانون بنا سکیں؟

......................(باقی آئندہ)

---

# نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ بتاریخ 18 / اگست 2018ء بروز ہفتہ 12 بجے صبح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر مکرم سید حسنات احمد صاحب ابن مکرم سید لطیف احمد شاہ صاحب (دارالنصر شرقی ربوہ۔ حال بلیک پول۔ یوکے) کی نماز جنازہ حاضر اور کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

## نماز جنازہ حاضر:

مکرم سید حسنات احمد صاحب ابن مکرم سید لطیف احمد شاہ صاحب (دارالنصر شرقی ربوہ۔ حال بلیک پول۔ یوکے 15 اگست 2018ء کو 44 سال کی عمر میں اچانک ہارٹ اٹیک سے وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ محترم سید بشیر احمد شاہ صاحب (آف دارالنصر شرقی ربوہ) کے پوتے تھے۔ بلیک پول میں صدر جماعت کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ نمازوں کے پابند، اطاعت گزار، مہمان نواز، خلافت کے ساتھ محبت کا گہرا تعلق رکھنے والے نیک اور مخلص انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی بعمر 6 سال اور ایک بیٹا بعمر 4 سال یادگار چھوڑے ہیں۔

## نماز جنازہ غائب:

**1۔ مکرمہ فرحت حمید صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری حمید اللہ وڑائچ صاحب۔ سرگودھا)**

4 / اگست 2018ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت چوہدری حاکم علی صاحب کی بہو تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار بہت نیک مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے دو نواسے واقف زندگی ہیں جن میں سے ایک مکرم قاصد نصیر وڑائچ صاحب مربی بن کر میدان عمل میں جا چکے ہیں اور دوسرے مکرم ارسلان احمد وڑائچ صاحب ابھی جامعہ احمدیہ کینیڈا میں زیر تعلیم ہیں۔

**2۔ مکرمہ امۃ العزیز صاحبہ اہلیہ مکرم قاضی حاجی محمد مختار احمد صاحب سنوری (ہمبرگ۔ جرمنی)**

6 جولائی 2018ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت بابو فقیر علی صاحب (اسٹیشن ماسٹر قادیان) کی نواسی تھیں۔ 1974ء میں آپ فیصل آباد میں سکول ٹیچر تھیں جہاں مخالفانہ حالات کا بہت دلیری اور جرأت سے مقابلہ کیا۔ جماعت اور خلافت کے لئے بہت غیرت رکھنے والی مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ بچپن میں حضرت مصلح موعودؓ کی قرآن کلاسوں میں شامل ہوتی رہی ہیں۔ ہمبرگ جرمنی میں اپنے حلقہ کی صدر لجنہ کے طور پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

... ... ... ... ... ...

❁... حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 30 / اگست 2018ء بروز جمعرات 11 بجے صبح مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر مکرمہ طاہرہ پروین صاحبہ اہلیہ مکرم محمد صفدر رانا صاحب (لوئر مورڈن۔ یوکے) کی نماز جنازہ حاضر اور کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

## نماز جنازہ حاضر:

**مکرمہ طاہرہ پروین صاحبہ اہلیہ مکرم محمد صفدر رانا صاحب (لوئر مورڈن۔ یوکے)**

27 / اگست کو 57 سال کی عمر میں مختصر علالت کے بعد بعارضہ کینسر وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کا تعلق چک 169 مراد سے تھا۔ آپ کے خاندان میں احمدیت آپ کے نانا مکرم چوہدری محمد حسین گل صاحب کے ذریعہ آئی۔ جنہیں مخالفت کی وجہ سے گاؤں سے نکال دیا گیا اور ان کی فصلوں کو آگ لگائی گئی۔ لیکن انہوں نے بڑی بہادری سے تمام حالات کا مقابلہ کیا اور احمدیت کے ساتھ اخلاص کے ساتھ چمٹے رہے۔ مرحومہ نیک، دُعا گو، صوم وصلوٰۃ اور تہجد کی پابند، انتہائی سادہ، ہمدرد اور غریب پرور خاتون تھیں۔ ہمیشہ نماز فجر سے قبل قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتی تھیں۔ جرمنی اور یوکے میں اپنی مجلس میں بطور سیکرٹری تعلیم و تربیت خدمت کی توفیق پائی۔ اس دوران کثرت سے مستورات اور بچیوں کو قرآن کریم ناظرہ اور باترجمہ پڑھانے کی توفیق پائی۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑے ہیں۔

## نماز جنازہ غائب:

**1۔ مکرمہ سعیدہ ماجدہ صاحبہ اہلیہ مکرم میاں عبد الماجد رحمانی صاحب (جرمنی)**

15 / اگست 2018ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ حضرت مفتی فضل احمد صاحب (آف بھیرہ) کی بیٹی اور حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی بھتیجی تھیں۔ مرحومہ نے چنیوٹ، ٹوبہ ٹیک سنگھ اور سرگودھا میں بطور صدر لجنہ خدمت کی توفیق پائی۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، خلافت سے بے پناہ عقیدت رکھنے والی، غریب پرور، عشق الٰہی سے سرشار بہت مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ بے شمار احمدی اور غیر احمدی بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کی توفیق پائی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

**2۔ مکرم ملک عزیز احمد اعوان صاحب (سابق معلم وقف جدید) ابن مکرم ملک فضل داد اعوان صاحب (خانپور ضلع چکوال۔ حال مقیم دارالفتوح غربی۔ ربوہ)**

17 / اگست 2018ء کو 86 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کا تعلق خانپور ضلع چکوال سے تھا۔ آپ واقف زندگی تھے۔ قیام پاکستان سے قبل 1944ء میں مدرسہ احمدیہ قادیان سے تعلیم حاصل کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے آپ کو خدمت کے لئے اپنے آبائی گاؤں میں بھجوایا جہاں آپ گورنمنٹ سکول خانپور میں تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ اپنی جماعت خانپور میں بطور سیکرٹری مال خدمت کی توفیق پائی۔ 1974ء اور 1984ء میں برادری اور خاندان کی طرف سے شدید مخالفت کا سامنا رہا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے حکم پر آپ نے والد صاحب کے ہمراہ بمع اہل وعیال ربوہ ہجرت کی۔ کچھ عرصہ مدرسۃ الظفر میں بطور استاد خدمت بجالانے کے علاوہ مختلف جماعتوں میں بطور معلم خدمت کی توفیق پائی۔ بعد ازاں دفتر وقف جدید میں بطور کارکن خدمت بجالاتے رہے اور 2008ء میں ریٹائر ہوئے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

**3۔ مکرم عبد الحمید بھٹی صاحب (کلسیاں بھٹیاں ضلع شیخوپورہ)**

5 جون 2018ء کو 80 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ایک مخلص باوفا انسان تھے۔ اپنی مقامی مجلس میں قائد خدام الاحمدیہ کے طور پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔ جماعت کلسیاں بھٹیاں کی مسجد کے لئے وسیع جگہ دی اور اس کی تعمیر میں اپنی ساری پینشن لگادی۔ مرحوم پر جوش داعی الی اللہ تھے۔

**4۔ مکرمہ مجیداں بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم محمد فاضل صاحب (ربوہ)**

16 جنوری 2018ء کو 88 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند تہجد گزار، مالی قربانی میں پیش پیش، ضرورت مندوں کا خیال رکھنے والی ایک نیک مخلص اور باوفا خاتون تھی۔

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

# خطبہ جمعہ

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو جلیل القدر صحابہ حضرت عُمارہ بن حَزْم اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی سیرت سے بیان

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار باتیں ایسی ہیں کہ جس نے ان پر عمل کیا وہ مسلمانوں میں سے ہو گیا اور جس نے ان میں سے ایک بھی چھوڑی تو باقی تین اسے کچھ فائدہ نہیں دیں گی۔

عبداللہ بن مسعودؓ جو غیر قریشی تھے اور قبیلہ ہُذَیل سے تعلق رکھتے تھے ایک بہت غریب آدمی تھے اور عقبہ بن ابی معیط رئیس قریش کی بکریاں چرایا کرتے تھے۔ اسلام لانے کے بعد یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ گئے اور آپ کی صحبت سے بالآخر نہایت عالم و فاضل بن گئے۔

مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے پہلے قرآن کو علی الاعلان پڑھنے والے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہی تھے۔

’’یہ خدا کے دشمن میری نظر میں اتنے بے حقیقت کبھی نہ تھے جتنے اس وقت تھے جب وہ مجھے مار رہے تھے۔‘‘

جس شخص کی خوشی اس بات میں ہو کہ وہ قرآن کریم کو اس طرح تازگی سے پڑھے جس طرح وہ نازل کیا گیا تو اسے عبداللہ بن مسعودؓ سے قرآن شریف پڑھنا چاہئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روش سے سب سے زیادہ قریب عبداللہ بن مسعودؓ ہیں۔

’’عبداللہ کی نیکیوں کا پلڑا قیامت کے دن احد پہاڑ سے بھی زیادہ وزنی ہو گا‘‘

اللہ تعالیٰ ہمیں ان چمکتے ستاروں کے اسوے اور طریق پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 28؍ستمبر 2018ء بمطابق 28؍تبوک 1397 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یو کے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ إِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ.

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ. صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ.

گزشتہ دورے سے پہلے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جو جنگ بدر میں شریک ہوئے ان کے حالات و واقعات بیان کر رہا تھا۔ آج پھر یہی مضمون دوبارہ شروع ہو گا۔ آج جن صحابہ کا ذکر ہے ان میں سے ایک ہیں حضرت عُمارہ بن حَزْم۔ حضرت عُمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن ستر صحابہ میں شامل ہیں جو بیعت عقبہ ثانیہ میں شامل ہوئے تھے۔ ان کے بھائی حضرت عَمْرو بن حَزْم اور حضرت مُعمَر بن حَزْم بھی صحابی تھے۔ غزوۂ بدر، غزوۂ احد سمیت دیگر تمام غزوات میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہوئے۔ فتح مکہ کے دن بنو مالک بن نجار کا جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمارہ کی مؤاخات حضرت محرز بن نضلہ سے کروائی، ہجرت کے بعد ان کا بھائی بنایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جو مرتدین کا فتنہ اٹھا اور انہوں نے جنگ شروع کی مسلمانوں کے ساتھ ان کے خلاف لڑائی میں بھی حضرت خالدؓ بن ولید کے ساتھ یہ شامل ہوئے اور جنگِ یمامہ میں ان کی شہادت ہوئی۔ (اصحاب بدر از قاضی محمد سلیمان صفحہ 182 مکتبہ اسلامیہ لاہور 2015ء) ان کی والدہ کا نام خالدہ بنت انس تھا۔ (سیر الصحابہ جلد 3 صفحہ 455 مطبوعہ دار الاشاعت کراچی) ابوبکر بن محمد بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سَہْل کو سانپ نے کاٹ لیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں حضرت عمارہ بن حزم کے پاس لے جاؤ تا کہ وہ دم کریں۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ تو مرنے کے قریب ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم عمارہ کے پاس لے جاؤ وہ دم کر دیں گے تو اللہ تعالیٰ شفا دے گا۔ (سبل الہدیٰ والرشاد جلد 10 صفحہ 771 باب الرابع فیما علمہ ﷺ لاصحابہ من لدغۃ العقرب مطبوعہ 1995ء قاہرہ) یقیناً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی آپ کو یہ دم سکھایا تھا اور دعا سکھائی ہو گی۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ حضرت عمارہ کے دَم کے محتاج تھے یا آپ نہیں کر سکتے تھے۔ لوگوں کو خاص طور پر بعض کاموں کے لئے مقرر کیا ہوا تھا اور اس کے پیچھے بہر حال قوت قدسی اور برکات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی تھیں۔ سیرت ابن ہشام میں لکھا ہے کہ مسجد نبوی میں منافقین آیا کرتے تھے اور مسلمانوں کی باتیں سن کر بعد میں ان کا تمسخر اڑاتے تھے، ان کے دین کا استہزاء کیا کرتے تھے۔ بعض دفعہ سامنے بھی ایسی باتیں کر لیا کرتے تھے۔ ایک دن منافقین میں سے کچھ لوگ مسجد نبوی میں جمع ہوئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آپس میں سرگوشیاں کرتے دیکھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق حکم دیا کہ ان کو مسجد سے نکال دو۔ پس وہ مسجد سے نکال دیئے گئے۔ حضرت ابوایوب، عمر بن قیس کی طرف گئے جو بنو غنم بن مالک بن نجار میں سے تھا اور وہ جاہلیت کے زمانے میں ان کے بتوں کا نگران بھی تھا۔ انہوں نے اسے ٹانگ سے پکڑا اور گھسیٹتے ہوئے مسجد سے باہر نکال دیا۔ وہ کہتا جا رہا تھا کہ اے ابوایوب! کیا تو مجھے بنو ثعلبہ کی مجلس سے نکالے گا؟ پھر آپ رافع بن ودیعہ کی طرف گئے اور وہ بھی بنو نجار میں سے تھا۔ اسے بھی اپنی چادر میں لپیٹا اور زور سے کھینچا اور ایک تھپڑ مار کے اس کو مسجد سے باہر نکال دیا۔ ابوایوب کہہ رہے تھے کہ اے خبیث منافق تجھ پر لعنت ہو! رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد سے دور چلا جا۔ حضرت عمارہ بن حزم، زید بن عمرو کی طرف گئے اور اس کی داڑھی سے اسے پکڑا اور گھسیٹتے ہوئے باہر لے گئے اور مسجد سے باہر نکال دیا۔ پھر حضرت عمارہ نے اپنے دونوں ہاتھ اس کے سینے پر اتنے زور سے مارے کہ وہ گر گیا۔ اس نے کہا اے عمارہ! تو نے مجھے زخمی کر دیا ہے۔ اس پر حضرت عمارہ نے کہا کہ اے منافق! اللہ تجھے ہلاک کرے۔ جو عذاب اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے تیار کیا ہے وہ اس سے زیادہ شدید ہے۔ پس آئندہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے قریب نہ آنا۔

(سیرت ابن ہشام صفحہ 246 باب من اسلم من احبار یہود نفاقا مطبوعہ دار ابن حزم 2009ء)

غزوۂ تبوک کے موقع پر جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کی طرف تشریف لے جا رہے تھے راستے میں ایک جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی قصویٰ گم ہو گئی۔ صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اسے ڈھونڈھنے کے لئے نکلے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت عمارہ بن حزم بھی تھے جو کہ بیعت عقبہ میں شامل ہوئے تھے اور بدری صحابی تھے جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے، اور حضرت عمرو بن حزم کے بھائی تھے۔ بیان کرنے

والے پھر بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمارہ کے ہودج میں زید بن صلت تھا، یعنی وہ ان لوگوں میں شامل تھا جو ان کی سواریوں وغیرہ پہ مقرر تھا، جو اونٹ کی سواری تھی اس پہ ہودج رکھنے والا تھا۔ وہ قبیلہ بنو قینقاع سے تعلق رکھتا تھا اور یہودی تھا۔ اونٹ کی سواری کے لئے بیٹھنے کی جو سیٹ ہوتی ہے اس کو رکھنے والے بعض لوگ مقرر تھے۔ یہودی تھا پھر مسلمان ہوا اور اس نے نفاق ظاہر کیا۔ زید جو مسلمان ہوا تھا لیکن دل میں منافقت تھی بڑا معصوم بن کے پوچھنے لگا کہ کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعویٰ نہیں کرتے کہ وہ نبی ہیں اور وہ تمہیں آسمان کی خبروں سے آگاہ کرتے ہیں جبکہ وہ خود نہیں جانتے کہ ان کی اونٹنی کہاں گئی ہے۔ اس وقت حضرت عمارہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ یہ بات آپ تک بھی کسی طرح پہنچی یا اللہ تعالیٰ نے خبر دے دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یقیناً ایک شخص نے کہا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم لوگوں کو تو بتاتا ہے کہ وہ نبی ہے اور گمان کرتا ہے کہ وہ تم لوگوں کو آسمان کی خبروں سے آگاہ کرتا ہے جبکہ وہ خود نہیں جانتا کہ اس کی اونٹنی کہاں ہے۔ اس پہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں نہیں جانتا ماسوائے اس کے جس کا اللہ تعالیٰ نے مجھے علم دیا ہے۔ غیب کا علم تو میں نہیں جانتا، ہاں اللہ تعالیٰ بتاتا ہے تو میں بتاتا ہوں۔ اور پھر آپ نے اس منافق کا منہ بند کرنے کے لئے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے خبر بھی دے دی پھر کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے مجھے اونٹنی کے متعلق بتایا ہے کہ وہ فلاں فلاں گھاٹی میں ہے اور ایک گھاٹی کی طرف اشارہ کیا۔ اس کی مہار ایک درخت سے اٹک گئی ہے پس جاؤ اور اسے میرے پاس لے آؤ۔ پس صحابہ گئے اور اسے لے آئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس منافق کا منہ بند کرنے کے لئے یہ بھی آپ کو نظارہ دکھا دیا کہ اونٹنی کہاں ہے اور کس جگہ کھڑی ہے۔

بیہقی اور ابونُعیم بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمارہ اپنے ہودج کی طرف گئے اور کہا اللہ کی قسم آج ایک عجیب بات ہوئی ہے۔ ابھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک شخص کی بات کے متعلق بتایا جس سے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ فرمایا تھا۔ یہ واضح ہو گیا کہ جو منافق کی بات تھی اس کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ نے ہی آپ کو آگاہ فرمایا تھا اور وہ زید بن صلت کی بات تھی۔ حضرت عمارہ کے ہودج میں سے ایک شخص نے بتایا کہ اللہ کی قسم زید نے آپ کے آنے سے پہلے وہ بات کی ہے جو آپ نے ابھی بتائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا۔ تو زید نے آپ کے آنے سے پہلے بالکل یہی بات تھی۔ اس پر حضرت عمارہ نے زید کو گردن سے دبوچ لیا اور اپنے ساتھیوں کو کہنے لگے کہ اے اللہ کے بندو! میرے ہودج میں ایک سانپ تھا اور میں اس کو اپنے ہودج سے باہر نکالنے سے بے خبر تھا اور زید کو مخاطب کر کے کہا کہ آئندہ میرا تم سے کوئی تعلق نہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ زید نے بعد میں توبہ کر لی اور بعض کا خیال ہے کہ اسی طرح شرارتوں میں ملوث رہا حتٰی کہ مر گیا۔

(تاریخ الخمیس جلد 3 صفحہ 18 غزوہ تبوک مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2009ء)

حضرت زیاد بن نُعیم حضرت عمارہ بن حزم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار باتیں ایسی ہیں کہ جس نے ان پر عمل کیا وہ مسلمانوں میں سے ہو گیا اور جس نے ان میں سے ایک بھی چھوڑی تو باقی تین اسے کچھ فائدہ نہیں دیں گی۔ حضرت زیاد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمارہ سے پوچھا کہ وہ چار باتیں کون سی ہیں تو انہوں نے بتایا کہ وہ نماز ہے، زکوٰۃ ہے، روزہ ہے اور حج ہے۔ (اسد الغابہ جلد 4 صفحہ 129 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت) ان چاروں باتوں پہ ایمان لانا اور عمل کرنا ضروری ہے۔ نماز بھی فرض ہے۔ زکوٰۃ بھی جن پر فرض ہے ان پر ضروری ہے۔ روزہ بھی صحت کی حالت میں رکھنا ضروری ہے۔ اور حج بھی جن پر فرض ہے ضروری ہے، جو ادا کر سکتے ہیں یہ فریضہ ان کو ادا کرنا ضروری ہے۔ بہرحال ان چاروں باتوں پر ایمان لانا بھی ضروری ہے اور ان پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ اب یہ باتیں اسد الغابہ میں لکھی ہوئی ہیں۔ یہی کتابیں ہیں، مسلمان خود ہی اپنے مسلمان ہونے کی تعریف بیان کرتے ہیں اور خود ہی ایسے بھی علماء پیدا ہو گئے ہیں جو کفر کے فتوے لگاتے ہیں اور انہوں نے مسلمان ہونے کی اپنی اپنی تعریف بنائی ہوئی ہے۔

دوسرے صحابی جن کا ذکر ہو گا آج وہ حضرت عبداللہ بن مسعود ہیں۔ ان کی کنیت عبدالرحمٰن ہے۔ ان کا تعلق بنو ہُذَیل قبیلہ سے تھا اور ان کی والدہ کا نام اُمِّ عبد ہے۔ ان کی وفات 32 ہجری میں ہوئی۔ ان کے والد کا نام مسعود بن غافل تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کا شمار ابتدائی اسلام لانے والوں میں سے ہوتا ہے۔ حضرت عمر کی ہمشیرہ حضرت فاطمہ بنت خطاب اور ان کے شوہر حضرت سعید بن زید نے جب اسلام قبول کیا تو آپ بھی اسی وقت مسلمان ہوئے تھے (اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 382-381، 387 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت) اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دارارقم میں داخل ہونے سے قبل ہی ایمان لے آئے تھے، (الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 112 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء) وہ جگہ جو مکہ میں مسلمانوں کے اکٹھے ہونے کے لئے بنائی گئی تھی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ میں اسلام قبول کرنے والا چھٹا شخص تھا۔ اس وقت روئے زمین پر ہم چھ اشخاص کے علاوہ کوئی مسلمان نہیں تھا۔ اپنے اسلام قبول کرنے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے حضرت عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ میں سن تمیز کو جب پہنچ گیا، ایسی عمر کو جب پہنچ گیا جب صحیح پہچان بھی ہوتی ہے، اچھے برے کا فرق پتہ لگ جاتا ہے، بلوغت کی عمر ہوتی ہے۔ ایک دن عقبہ بن ابی مُعَیط کی بکریاں چرا رہا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور حضرت ابوبکر بھی آپ کے ساتھ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے لڑکے تیرے پاس کچھ دودھ ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں ہے مگر میں امین ہوں دے نہیں سکتا۔ بچپن سے ہی ان میں بڑی نیکی تھی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی بکری لے آؤ جو گابھن نہ ہو، ایسی بکری جو گابھن نہیں ہے، دودھ نہیں دے رہی اسے لے آؤ۔ کہتے ہیں مَیں ایک جوان بکری آپ کے پاس لے گیا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پاؤں باندھ دیئے، اس کے تھن پر ہاتھ پھیرنا شروع کیا اور دعا کی یہاں تک کہ اس کا دودھ اتر آیا۔ پھر حضرت ابوبکر ایک برتن لے آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس برتن میں اس کا دودھ دھویا اور حضرت ابوبکر سے فرمایا کہ پیو۔ حضرت ابوبکر نے دودھ پیا۔ بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا اور پھر آپ نے تھنوں پہ اپنا ہاتھ پھیرا اور کہا کہ سکڑ جاؤ اور وہ سکڑ گئے اور پہلے جیسے ہو گئے۔ میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے بھی اس کلام میں سے کچھ سکھا دیں جو آپ نے پڑھا ہے۔ اس پر آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا تم سیکھے سکھائے نوجوان ہو۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ قرآن کریم کی ستّر سورتیں یاد کی ہیں، براہِ راست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے یاد کی تھیں۔ (اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 382 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت) ان کے بارے میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب بھی سیرۃ خاتم النبیین میں لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود جو غیر قریشی تھے اور قبیلہ ہُذَیل سے تعلق رکھتے تھے ایک بہت غریب آدمی تھے اور عقبہ بن ابی معیط رئیس قریش کی بکریاں چرایا کرتے تھے۔ اسلام لانے کے بعد یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ گئے اور آپ کی صحبت سے بالآخر نہایت عالم و فاضل بن گئے۔ فقہ حنفی کی بنیاد زیادہ تر انہی کے اقوال و اجتہادات پر مبنی ہے۔

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 124)

ان کے دینی علم کی فضیلت کے بارے میں یہ روایت ہے: حضرت ابن مسعود کہتے ہیں کہ لوگ جانتے ہیں کہ میں ان سب میں سے کتاب اللہ کا خوب عالم ہوں۔ قرآن مجید میں کوئی سورۃ یا آیت نہیں مگر میں جانتا ہوں کہ وہ کب اتری اور کہاں اتری۔ ابووائل راوی کہتے ہیں کہ اس بیان کا کسی نے انکار نہیں کیا (اصحاب بدر از قاضی محمد سلیمان صفحہ 107 مکتبہ اسلامیہ لاہور 2015ء) جب حضرت عبداللہ بن مسعود نے یہ بات کہی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جن چار صحابہ سے قرآن کریم پڑھنے اور سیکھنے کی نصیحت فرمائی ان میں حضرت عبداللہ بن مسعود کا نام سرفہرست ہے۔ (صحیح البخاری کتاب المناقب باب مناقب عبداللہ بن مسعودؓ حدیث 3760) دیباچہ تفسیر القرآن میں اس کی تفصیل حضرت مصلح موعودؓ نے اس طرح بیان فرمائی ہے کہ چونکہ لوگوں میں حفظ قرآن کریم کا اشتیاق بہت تیز ہو گیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم پڑھانے والے استادوں کی ایک جماعت مقرر فرمائی جو سارا قرآن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حفظ کر کے آگے لوگوں کو پڑھاتے تھے۔ یہ چار چوٹی کے استاد تھے جن کا کام یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن شریف پڑھیں اور لوگوں کو قرآن پڑھائیں۔ پھر ان کے ماتحت اور بہت سے صحابہ ایسے تھے جو لوگوں کو قرآن شریف پڑھاتے تھے۔ ان چار بڑے استادوں کے نام یہ ہیں: عبداللہ بن مسعود، سالم مولیٰ ابی حذیفہ، معاذ بن جبل اور ابی بن کعب۔ ان میں سے پہلے دو مہاجر ہیں اور دوسرے دو انصاری۔ کاموں کے لحاظ سے عبداللہ بن مسعود ایک مزدور تھے، سالم ایک آزاد شدہ غلام تھے، معاذ بن جبل اور ابی بن کعب مدینہ کے رؤسا میں سے تھے۔ گویا ہر گروہ میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام گروہوں کو مدنظر رکھتے ہوئے قاری مقرر کر دیئے تھے۔ حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ

خُذُوا الْقُرْاٰنَ مِنْ اَرْبَعَةٍ مِنْ عَبْدِاللّٰہِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَسَالِمٍ وَ مَعَاذِ ابْنِ جَبَلٍ وَ أُبَیِّ بِن کَعْبٍ۔

جن لوگوں نے قرآن پڑھنا ہو وہ ان چار سے قرآن پڑھیں۔ عبداللہ بن مسعود، سالم، معاذ بن جبل اور اُبی بن کعب۔ حضرت مصلح موعودؓ بعد میں لکھتے ہیں کہ یہ چار تو وہ تھے جنہوں نے سارا قرآن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا یا آپ کو سنا کر اس کی تصحیح کرا لی لیکن اس کے علاوہ بھی بہت سے صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست بھی کچھ نہ کچھ قرآن سیکھتے رہتے تھے۔ چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک دفعہ عبداللہ بن مسعود نے ایک لفظ کو اَور طرح پڑھا تو حضرت عمر نے ان کو روکا اور کہا کہ اس طرح نہیں اس طرح پڑھنا چاہئے۔ اس پر عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ نہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح سکھایا ہے۔ حضرت عمر اُن کو پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ یہ قرآن غلط پڑھتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عبداللہ بن مسعود پڑھ کر سناؤ۔ جب انہوں نے پڑھ کر سنایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تو ٹھیک ہے۔ حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ! مجھے تو آپ نے یہ لفظ اور رنگ میں سکھایا تھا۔ آپ نے فرمایا یہ بھی ٹھیک ہے جس طرح تم پڑھ رہے ہو۔ تو حضرت مصلح موعودؓ نے نتیجہ نکالا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف یہی چار صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن نہیں پڑھتے تھے بلکہ دوسرے لوگ بھی پڑھتے تھے۔ چنانچہ حضرت عمر کا یہ سوال کہ مجھے آپ نے اس طرح پڑھایا ہے بتاتا ہے کہ حضرت عمر بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھتے تھے۔

(ماخوذ از دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 428-427)

ایک روایت میں ہے کہ مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے پہلے قرآن کو علی الاعلان پڑھنے والے حضرت عبداللہ بن مسعود ہی تھے۔ چنانچہ یہ واقعہ اس طرح ملتا ہے کہ ایک دن صحابہ جمع تھے اور آپس میں کہہ رہے تھے کہ قریش نے قرآن کی بلند آواز تلاوت کبھی نہیں سنی۔ کیا کوئی شخص ان کو سنا سکتا ہے؟ حضرت عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ مَیں سنا سکتا ہوں۔ لوگوں نے کہا کہ ہمیں ڈر ہے کہ کہیں کفار تمہیں تکلیف نہ پہنچائیں۔ تم تو مزدور آدمی ہو تا تمہارے بجائے کوئی اور بااثر شخص ہو کہ کفار اگر اسے مارنا بھی چاہیں گے تو اس کا قبیلہ اسے بچالے گا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کہنے لگے کہ اس کی فکر نہ کرو مجھے اللہ بچائے گا۔ عجیب جوش تھا ان صحابہ میں۔ دوسرے دن چاشت کے وقت صبح کو آپ نے مقام ابراہیم پہنچ کر بلند آواز سے قرآن کریم کی تلاوت شروع کر دی۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ اَلرَّحۡمٰنُ عَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ پڑھنا شروع کر دیا۔ قریش جو کہ اپنی مجالس میں بیٹھے تھے آپ کے اس عمل سے حیران ہوئے۔ بعض نے کہا یہ تو انہی عبارتوں میں سے پڑھ رہا ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتے ہیں۔ یہ سن کر سب اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ کے منہ پر مارنا شروع کر دیا مگر آپ پڑھتے رہے اور جتنا پڑھنے کا ارادہ کیا تھا پڑھا۔ بعد میں جب حضرت عبداللہ بن مسعود اصحاب کے پاس واپس گئے تو آپ کے منہ پر طمانچوں کے نشان دیکھ کر صحابہ کہنے لگے کہ ہمیں اسی بات کا خطرہ تھا کہ تمہیں مار پڑے گی۔ اس پر حضرت عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ یہ خدا کے دشمن میری نظر میں اتنے بے حقیقت کبھی نہ تھے جتنے اس وقت تھے جب وہ مجھے مار رہے تھے۔ اگر تم چاہو تو میں کل بھی ایسا ہی کرنے کو تیار ہوں۔ صحابہ نے کہا نہیں اتنا ہی کافی ہے تم نے انہیں وہ چیز سنا دی ہے جسے وہ سننا ہی نہیں چاہتے تھے۔ (اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 383 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

حضرت عبداللہ بن مسعود کے اسلام قبول کرنے کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے پاس رکھ لیا۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے فرما دیا تھا کہ جب تم میری آواز سن لیا کرو اور گھر میں پردہ نہ پڑا ہو تو بلا اجازت اندر آجایا کرو۔ گھر میں اگر پردہ گرا ہوا ہے تو پھر بغیر پوچھے نہیں آنا اور اگر پردہ اٹھا ہوا ہے، دروازہ کھلا ہے میری آواز سن لی ہے تم نے تو آجایا کرو تمہیں اجازت ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہاں کوئی اس وقت، کوئی خواتین وغیرہ نہیں ہیں۔ آپ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر کام کرتے تھے۔ آپ کو جوتی پہناتے۔ کہیں ساتھ جانے کی ضرورت ہوتی تو ساتھ جاتے۔ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم غسل فرماتے تو آپ پردہ لے کر کھڑے رہتے۔ صحابہ میں آپ صاحب السواك کے لقب سے مشہور تھے۔ (اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 383 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت) ایک اور روایت کے مطابق آپ کو صاحب السواك، صاحب الوساد اور صاحب النعلین بھی کہا جاتا ہے۔ (الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 113 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء) عبداللہ بن مسعود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رازدار، آپ کا بستر بچھانے والے، آپ کی مسواک اور نعلین وغیرہ رکھنے والے تھے۔ یہ جو عربی کے لفظ بولے گئے ہیں وہ یہ تھے کہ آپؐ کا بستر بچھانے والے تھے، مسواک کرواتے تھے، وضو کرواتے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نہانے کا انتظام کرتے تھے، آپ کا بستر بچھاتے تھے۔ بستر بچھانے والے کو صاحب السواد کہتے ہیں۔ اور آپ کی نعلین مبارک، جوتیاں رکھنے اور ٹھیک کرنے کا کام بھی کرتے تھے اس لئے صاحب النعلین بھی آپ کو کہا جاتا ہے۔ وضو کا پانی رکھنے والے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی سفر میں ہوتے تو آپ ہی یہ کام کرتے۔

ابوملیح سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل فرماتے تو حضرت عبداللہ بن مسعود پردہ کرتے تھے اور جب آپ سوتے تو آپ کو بیدار کرتے تھے۔ آپ کے ہمراہ سفر میں مسلح ہو کر جاتے تھے۔
(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 113 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

حضرت ابوموسیٰ روایت کرتے ہیں کہ جب ہم یمن سے نئے نئے پہلی دفعہ آئے تو یہی سمجھتے تھے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں سے ہیں کیونکہ ان کی اور ان کی والدہ کی آمد و رفت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں بہت زیادہ تھی، (اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 384 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت) گھر میں آنا جانا بہت زیادہ تھا۔ جتنا کام کرتے تھے اور والدہ بھی آتی جاتی تھیں تو اس سے یہ کہتے ہیں کہ ہم جب نئے نئے مدینہ میں آئے تو ہم سمجھے کہ یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں سے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود دونوں ہجرتوں میں شامل تھے ہجرت حبشہ میں بھی اور ہجرت مدینہ میں بھی۔ غزوۂ بدر، احد، خندق اور بیعت رضوان وغیرہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جنگ یرموک میں بھی شامل ہوئے۔ آپ ان صحابہ میں بھی شامل تھے جنہیں حضورؐ نے ان کی زندگی میں ہی جنت کی بشارت دی تھی۔ (اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 383 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

غزوہ بدر میں ابوجہل کو انجام تک پہنچانے میں حضرت عبداللہ بن مسعود کا بھی حصہ ہے۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ غزوۂ بدر کے اختتام پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا کوئی ہے جو ابوجہل کے بارے میں درست خبر لائے۔ عبداللہ بن مسعود گئے اور دیکھا کہ ابوجہل جنگ کے میدان میں شدید زخمی ہے اور جان کنی کی حالت میں پڑا ہے۔ اسے عفراء کے بیٹوں نے اس حالت میں پہنچایا تھا۔ حضرت ابن مسعود نے اس کی داڑھی سے پکڑ کر کہا کہ کیا تم ہی ابوجہل ہو؟ اس نے اس حالت میں بھی بڑے غرور سے جواب دیا۔ کیا کبھی مجھ سے بڑا سردار بھی تم نے مارا ہے۔ (صحیح البخاری کتاب المغازی باب قتل ابی جہل حدیث 3962) پہلی روایت تو بخاری کی تھی اس کے بارے میں صحیح مسلم کی روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے اس کی داڑھی کو پکڑ کر کہا کہ کیا تو ابوجہل ہے؟ اس پر ابوجہل نے کہا کیا تم نے آج سے پہلے میرے جیسا بڑا آدمی قتل کیا ہے؟ راوی کہتے ہیں ابوجہل نے کہا اے کاش کہ میں ایک کسان کے ہاتھوں سے قتل نہ ہوتا۔ (صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر باب قتل ابی جہل حدیث 4662) مدینہ کے دو لڑکے تھے جنہوں نے قتل کیا تھا۔ اس کو اس حالت میں پہنچایا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے بھی تفسیر کبیر میں اس کی تفصیل لکھی ہے کہ کس طرح دشمن حسد کی آگ میں ساری عمر جلتے رہے اور پھر مرتے ہوئے بھی اسی آگ میں جل رہے تھے۔ آپ لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ جنگ کے بعد میں نے دیکھا کہ ابوجہل ایک جگہ زخموں کی شدت کی وجہ سے کراہ رہا ہے۔ میں اس کے پاس گیا اور میں نے کہا سناؤ کیا حال ہے؟ اس نے کہا مجھے اپنی موت کا کوئی غم نہیں، سپاہی آخر مرا ہی کرتے ہیں۔ مجھے تو یہ غم ہے کہ مدینہ کے دو انصاری لڑکوں کے ہاتھوں سے مَیں مارا گیا۔ مرتو مَیں رہا ہوں تم صرف اتنا احسان کرو میرے پہ کہ تلوار سے میری گردن کاٹ دو تا کہ میری یہ تکلیف ختم ہو جائے۔ مگر دیکھنا میری گردن ذرا لمبی کاٹنا کیونکہ جرنیلوں کی گردن ہمیشہ لمبی کاٹی جاتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ میں تیری اس آخری حسرت کو بھی کبھی پورا نہیں ہونے دوں گا اور تھوڑی کے قریب سے تیری گردن کاٹوں گا۔ چنانچہ انہوں نے تھوڑی کے قریب تلوار رکھ کر اس کا سرتن سے جدا کر دیا۔ حضرت مصلح موعود نے لکھا ہے کہ دیکھو یہ کتنی بڑی آگ تھی جو ابوجہل کو جلا کر راکھ کر رہی تھی کہ ساری عمر اس بات پر جلتا رہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو نقصان ہم پہنچانا چاہتے ہیں وہ پہنچا نہیں سکے۔ پھر مرنے لگا، موت کی جو حالت آئی تو اس وقت اس آگ میں جل رہا تھا کہ مدینہ کے دو ناتجربہ کار نوعمر لڑکوں کے ہاتھوں مارا جا رہا ہے۔ اور پھر مرتے وقت اس نے جو آخری خواہش کی تھی وہ بھی پوری نہیں ہوئی اور تھوڑی کے پاس سے اس کی گردن کاٹی گئی۔ (ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 461) غرضیکہ ہر قسم کی آگوں میں جلتا ہوا ہی وہ دنیا سے چلا گیا۔

جب حضرت عبداللہ بن مسعود ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو حضرت معاذ بن جبل کے ہاں آپ کا قیام تھا۔ بعض کے مطابق آپ حضرت سعد بن خیثمہ کے ہاں ٹھہرے تھے۔ مکہ میں آپ کی مؤاخات حضرت زبیر بن العوام سے ہوئی تھی جبکہ مدینہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل کو آپ کا دینی بھائی بنایا۔ مدینہ کے ابتدائی ایام میں آپ کے مالی حالات اچھے نہیں تھے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مہاجرین کے لئے مسجد نبوی کے قریب رہائش کا کچھ انتظام کیا تو بنو زہرہ کے بعض لوگوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود کو اپنے ساتھ رکھنے میں کچھ ہچکچاہٹ ظاہر کی کہ یہ مزدور آدمی ہے، غریب آدمی ہے، ہم لوگ بڑے آدمی ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب علم ہوا تو آپ نے اپنے اس غریب اور کمزور خادم کے لئے غیرت دکھاتے ہوئے فرمایا کہ کیا خدا نے مجھے اس لئے مبعوث فرمایا ہے کہ تم لوگ یہ فرق رکھو۔ یاد رکھو خدا تعالیٰ اس قوم کو کبھی برکت عطا نہیں کرتا جس میں کمزور کو اس کا حق نہیں دیا جاتا اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود کو مسجد کے قریب جگہ دی جبکہ بنو زہرہ کو مسجد کے پیچھے ایک کونے میں جگہ دی۔ (الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 113-112 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)، (سیرت صحابہ رسول اللہ ﷺ از حافظ مظفر احمد صفحہ 275 شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ 2009ء) حضرت ابن مسعود بیان کرتے ہیں، خود ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ مجھے سورۃ نساء پڑھ کر سناؤ۔ عبداللہ بن مسعود اپنا خود واقعہ بیان کر رہے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے سورۃ نساء پڑھ کر سناؤ۔ میں نے عرض کی کہ میں بھلا کیا آپ کو سناؤں یہ آپ ہی پر تو نازل ہوئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے پسند ہے کہ کوئی دوسرا شخص تلاوت کرے اور میں سنوں۔ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے پڑھنا شروع کیا اور جب اس آیت پر پہنچا کہ فَکَیۡفَ اِذَا جِئۡنَا مِنۡ کُلِّ اُمَّۃٍۭ بِشَہِیۡدٍ وَّ جِئۡنَا بِکَ عَلٰی ہٰۤؤُلَآءِ شَہِیۡدًا (النساء:42)۔ پس کیا حال ہو گا جب ہم ہر ایک امت میں سے ایک گواہ لے کر آئیں گے اور ہم تجھے ان سب پر گواہ بنا کر لائیں گے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ روایات میں آتا ہے کہ آپ نے کہا بس کرو۔
(اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 384 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (صحیح البخاری کتاب فضائل القرآن باب قول المقری للقاری حسبک حدیث 5050)


**Earlsfield Properties**

*We will manage your property at 0% commission*

*Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years*

*Free management Service*

*Guaranteed vacant possession*

**175 Merton Road London SW18 5EF**

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

ایک دفعہ حضرت عمر فاروق عرفات کے مقام پر ٹھہرے ہوئے تھے کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ اے امیر المومنین! (ان کی خلافت کے بعد کی بات ہے) مَیں کوفہ سے آیا ہوں۔ وہاں میں نے دیکھا ہے کہ ایک شخص بِنا دیکھے قرآن کی آیات کی املاء کرتا ہے۔ اس پر آپؓ نے غصہ کی حالت میں کہا کہ تیرا برا ہو۔ (عربوں کا انداز ہے۔) کون ہے وہ شخص؟ اس نے ڈرتے ڈرتے کہا کہ عبداللہ بن مسعود۔ یہ سن کر حضرت عمر کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا یہاں تک کہ پہلی حالت میں واپس آ گئے۔ پھر فرمانے لگے کہ میں اس کام کا عبداللہ بن مسعود سے زیادہ کسی اور کو حقدار نہیں سمجھتا۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 1 صفحہ 128 حدیث 175 مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء) وہ بغیر دیکھے قرآن کریم لکھ سکتے ہیں۔ حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رات کے وقت حضرت ابوبکرؓ اور میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود کے پاس سے گزرے۔ وہ نوافل ادا کر رہے تھے اور ان میں قرآن کریم کی تلاوت کر رہے تھے۔ قیام میں کھڑے تھے، تلاوت ہو رہی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر آپ کی تلاوت سننے لگے۔ پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رکوع میں گئے پھر سجدہ کیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عبداللہ اب جو مانگو گے وہ تمہیں عطا کیا جائے گا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے رخصت ہو گئے اور فرمایا کہ جس شخص کی خوشی اس بات میں ہو کہ وہ قرآن کریم کو اس طرح تازگی سے پڑھے جس طرح وہ نازل کیا گیا تو اسے عبداللہ بن مسعود سے قرآن شریف پڑھنا چاہئے۔ مسند احمد بن حنبل میں یہ روایت ہے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 1 صفحہ 157-156 حدیث 265 مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998)

حضرت عبدالرحمٰن بن یزید یہ روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت حذیفہ کے پاس گئے اور کہا کہ ہمیں ایسے شخص کا پتہ بتا دیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روش سے زیادہ قریب ہو، اس طریق پر چلنے والا ہو اور وہی کام کرنے والا ہو یا قریب ترین ہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے تا کہ ہم اس سے علم حاصل کریں اور حدیثیں سنیں۔ تو انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روش سے سب سے زیادہ قریب عبداللہ بن مسعود ہیں۔ (اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 385 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت) ان کا سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے کے شوق و جذبہ کا یہ عالم تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ سے جب یہ سوال کیا جاتا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عادات و خصائل اور سیرت و شمائل کے لحاظ سے آپ کے صحابہ میں سے قریب ترین کون ہے جس کا طریق ہم بھی اختیار کریں تو حضرت حذیفہ بیان فرماتے تھے کہ میرے علم کے مطابق چال ڈھال، گفتگو اور اخلاق و اطوار کے لحاظ سے عبداللہ بن مسعود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ قریب ہیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ نبی کریم فرماتے تھے کہ مجھے اپنی امّت کے لئے وہی باتیں پسند ہیں جو عبداللہ بن مسعود کو مرغوب ہیں۔ یہ بخاری کی حدیث ہے۔

(صحیح البخاری کتاب المناقب باب مناقب عبداللہ بن مسعودؓ حدیث 3762)

حضرت علقمہ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کو ان کے طریق، ان کے حسن سیرت اور ان کی میانہ روی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تشبیہہ دی جاتی تھی۔ (الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 114 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء) حضرت عبداللہ بن مسعود کے بیٹے عبید اللہ بیان کرتے ہیں کہ آپ کی عادت تھی کہ جب رات کو لوگ سو جاتے تو وہ تہجد کے لئے اٹھتے۔ ایک رات میں نے انہیں صبح تک گنگناتے ہوئے سنا جیسے شہد کی مکھی گنگناتی ہے (اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 386 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، یعنی دعا میں ہلکی ہلکی گنگناہٹ کے ساتھ دعائیں کر رہے تھے یا تلاوت کر رہے تھے۔

حضرت علی سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں بغیر مشورے کے کسی کو امیر بناتا تو عبداللہ بن مسعود کو بناتا۔ (اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 385 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

پھر ایک جگہ حضرت علی کی یہی بات اس طرح بیان ہوئی ہے، طبقات الکُبرٰی میں لکھا ہے کہ حضرت علی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اگر میں مسلمانوں کی مجلس شوریٰ کے علاوہ کسی اور کو امیر بناتا تو عبداللہ بن مسعود کو امیر بناتا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ میں اسلام قبول کرنے کے بعد کبھی بھی چاشت کے وقت نہیں سویا۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 114 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

عبداللہ بن مسعود اپنے بیوی بچوں سے محبت رکھتے تھے۔ گھر میں داخل ہوتے تو کھنکھارتے اور بلند آواز سے کچھ بولتے تا کہ گھر کے لوگ باخبر ہو جائیں۔ آپ کی اہلیہ حضرت زینب بیان کرتی ہیں کہ ایک روز عبداللہ گھر داخل ہوئے اس وقت ایک بوڑھی عورت مجھے تعویذ پہنا رہی تھی۔ عورتوں کو عادت ہوتی ہے بعض دفعہ کہ تعویذ گنڈا بھی کر لیں شاید برکت حاصل کرنے کے لئے تو ان کو پتہ تھا کہ عبداللہ بن مسعود کو یہ چیز پسند نہیں ہے۔ کہتی ہیں مَیں نے انکے ڈر سے اسے اپنے پلنگ کے نیچے چھپا دیا، جہاں بیٹھ کر کر رہی تھی۔ آپ میرے پاس آ کر بیٹھ گئے اور میرے گلے کی طرف دیکھ کر پوچھا کہ یہ دھاگہ کیسا ہے جو تم نے گلے میں ڈالا ہوا ہے؟ مَیں نے کہا تعویذ ہے۔ انہوں نے اس کو توڑ کے اسی وقت پھینک دیا اور کہا کہ عبداللہ کا خاندان شرک سے بری ہے۔ پھر عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا ہے کہ تعویذ گنڈے شرک میں داخل ہیں۔ مَیں نے کہا یہ آپ کیا فرماتے ہیں؟ میری آنکھیں جوش کر آتی تھیں تو میں فلاں یہودی سے تعویذ لینے جایا کرتی تھی۔ بعض دفعہ میری آنکھوں میں تکلیف ہوا کرتی تھی، آنکھیں پھول جاتی تھیں، پانی نکلتا تھا تو میں تو یہودی سے اس کا تعویذ لیتی تھی اور اسکے تعویذ سے مجھے سکون ہو جاتا تھا۔ تو عبداللہ بن مسعود بولے کہ یہ سب شیطانی عمل ہے۔ تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا ہی کافی ہے اور وہ دعا یہ ہے کہ اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ اِشْفِ وَاَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا۔ اے لوگوں کے پروردگار میری تکلیف کو دور فرما تو شفا دے صرف تو ہی شفا دینے والا ہے تیری شفا کے سوا کوئی شفا کارگر نہیں۔ ایسی شفا جو کسی بیماری کو نہ چھوڑے۔

(سیر الصحابہ جلد 2 صفحہ 225 مطبوعہ دار الاشاعت کراچی)

اب وہ لوگ جو پیروں فقیروں کے دروں پہ جاتے ہیں وہ لوگ جو سارا دن بھنگ اور چرس پی رہے ہوتے ہیں، کبھی نمازیں بھی نہیں پڑھتے اور ان سے تعویذ گنڈا کرا کے اور پھر کہتے ہیں کہ ہم صحت یاب ہو گئے یا ہم پہ بڑا فضل ہو گیا اور ہمیں اولاد مل گئی اور فلاں ہو گیا۔ یہ سب باتیں ان لوگوں کا جواب ہے۔

عبداللہ بن مسعود ایک دفعہ اپنے ایک دوست ابوعمیر سے ملنے گئے۔ اتفاق سے وہ موجود نہیں تھے تو انہوں نے ان کی بیوی کو سلام بھیجا اور پینے کے لئے پانی مانگا۔ گھر میں پینے کا پانی موجود نہیں تھا۔ انہوں نے ایک لونڈی کو کسی ہمسائے کے پاس بھیجا۔ اس سے پانی لینے گئی اور دیر تک واپس نہیں آئی۔ ابوعمیر کی بیوی نے اس کام کرنے والی لونڈی کو اس بات پر سخت سست کہا اور اس پر لعنت بھیجی۔ حضرت عبداللہ یہ سن کر پیاسے ہی واپس پلٹ گئے۔ دوسرے دن ابوعمیر سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے اتنی جلدی واپس چلے جانے کی وجہ پوچھی کہ تم پانی پیئے بغیر ہی چلے گئے؟ انہوں نے جواب دیا کہ تمہاری بیوی نے جب خادمہ پر لعنت بھیجی تھی تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات یاد آ گئی کہ جس پر لعنت بھیجی جاتی ہے اگر وہ بے قصور ہو تو لعنت بھیجنے والے پر واپس آ جاتی ہے۔ تو میں نے سوچا کہ خادمہ اگر بے قصور ہوئی تو میں بے وجہ اس لعنت کے واپس آنے کا باعث بنوں گا (سیر الصحابہ جلد 2 صفحہ 223 مطبوعہ دار الاشاعت کراچی) اس لئے بہتر ہے کہ میں چلا جاؤں اور پانی نہ پیوں۔ تو خدا تعالیٰ کے خوف کا یہ حال تھا کہ کہیں شائبہ بھی ہو کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہو سکتی ہے کسی وجہ سے تو یہ لوگ اس سے بچتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود دبلے جسم پتلے قد اور گندم گوں رنگ کے مالک تھے لیکن لباس بڑا اچھا پہنتے تھے۔ سفید کپڑا پہنتے خوشبو لگاتے تھے۔ حضرت طلحہ سے مروی ہے کہ آپ اپنی خوشبو سے پہچانے جاتے تھے۔ (الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 117-116 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

حضرت علی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کام کے لئے عبداللہ بن مسعود کو ایک درخت پر چڑھنے کا حکم دیا۔ صحابہ آپ کی دبلی اور بظاہر کمزور پنڈلیوں کو دیکھ کر ہنسی مذاق کرنے لگے، بڑی کمزور سی دبلی پتلی ٹانگیں تھیں، ہنسی مذاق کرنے لگے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیوں ہنستے ہو؟ عبداللہ کی نیکیوں کا پلڑا قیامت کے دن احد پہاڑ سے بھی زیادہ وزنی ہو گا۔

(اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 385 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

حضرت عبداللہ بن مسعود کے بال ایسے تھے جن کو وہ اپنے کانوں تک اٹھاتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ کے بال گردن تک پہنچتے تھے۔ جب آپ نماز پڑھتے تو انہیں کانوں کے پیچھے کر لیتے تھے۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 117 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

زید بن وہب بیان کرتے ہیں کہ مَیں ایک دن حضرت عمر کے پاس بیٹھا ہوا تھا اتنے میں حضرت عبداللہ بن مسعود آئے۔ چونکہ وہ پست قد کے تھے اس لئے اور لوگ جو بیٹھے ہوئے تھے ان میں چھپنے کے قریب ہو گئے۔ ان کا قد چھوٹا تھا۔ دوسرے لوگ بہت لمبے لمبے قد کے بیٹھے ہوئے تھے یا اس طرح بیٹھے ہوں گے کہ بیٹھنے کی وجہ سے چھپ گئے۔ قریباً چھپنے والے تھے یا صحیح نظر نہیں طرح آ رہے تھے۔ حضرت عمر نے جب ان کو دیکھا تو مسکرانے لگے۔ پھر حضرت عمر نے آپ سے ہی باتیں کیں اور ہنس ہنس کر باتیں کرنے لگے۔ اس دوران حضرت عبداللہ کھڑے رہے، جب باتیں کر رہے تھے حضرت عمر سے تو حضرت عبداللہ کھڑے ہو گئے تا کہ چھپیں نہ اور باتیں کرتے رہیں۔ باتیں کرنے کے بعد جب حضرت عبداللہ وہاں سے چلے گئے تو حضرت عمر نے آپ کو جاتے ہوئے دیکھا اور پیچھے سے دیکھتے رہے یہاں تک کہ وہ نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ پھر حضرت عمر نے فرمایا کہ یہ شخص علم سے بھرا ہوا ایک بڑا برتن ہے۔

(اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 386 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

حضرت ابن مسعود کے علمی مقام یعنی عبداللہ بن مسعود کے علمی مقام اور مرتبہ کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب حضرت معاذ بن جبل کی وفات کا وقت آیا اور ان سے درخواست کی گئی کہ ہمیں کوئی نصیحت کریں تو انہوں نے فرمایا کہ علم اور ایمان کا ایک مقام ہے جو بھی اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے کامیاب ہوتا ہے۔ پھر علم اور ایمان سیکھنے کے لئے حضرت معاذ بن جبل نے جن چار عالم باعمل بزرگوں کے نام لئے ان میں حضرت عبداللہ بن مسعود کا نام بھی تھا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 7 صفحہ 375 حدیث 22455 مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عمر نے آپ کو اہل کوفہ کی تعلیم و تربیت کے لئے بطور مربی بھیجا

جبکہ حضرت عمار بن یاسر کو حاکم بنا کر بھیجا۔ ساتھ ہی اہل کوفہ کو یہ بھی لکھا کہ یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے چنیدہ لوگ ہیں، بڑے خاص لوگ ہیں، اہل بدر میں سے ہیں تم لوگ ان کی پیروی کرو، ان کے احکام کی اطاعت کرو اور ان کی باتیں سنو، مَیں نے عبداللہ بن مسعود کے متعلق اپنی ذات پر تمہیں ترجیح دی ہے۔ (اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 385 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب عبداللہ بن مسعود کی آخری بیماری تھی آپ کی عیادت کے لئے تشریف لائے اور پوچھا کہ کیا آپ کو کوئی شکایت ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا شکایت پوچھتے ہیں میرے سے تو پھر شکایت مجھے اپنے گناہوں کی ہے کہ میں نے اتنے گناہ کئے ہیں۔ پھر حضرت عثمان نے پوچھا کہ کیا آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ پروردگار کی رحمت چاہتا ہوں۔ حضرت عثمان نے کہا کہ آپ کے لئے کوئی طبیب تجویز کر دوں، کوئی ڈاکٹر تجویز کر دوں جو آپ کا علاج وغیرہ کرے۔ انہوں نے پھر عرض کی طبیب نے ہی تو مجھے بیمار بنایا ہے۔ یعنی کہ اللہ تعالیٰ کی رضا پہ میں راضی ہوں جو ہو رہا ہے۔ پھر حضرت عثمان نے کہا کہ کیا آپ کا وظیفہ مقرر کر دوں؟ تو کہنے لگے کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ حضرت عثمان نے کہا کہ آپ کی لڑکیوں کے کام آئے گا۔ کہنے لگے کیا آپ کو میری لڑکیوں کے محتاج ہو جانے کا خدشہ ہے جو یہ بات کی ہے۔ پھر انہوں نے کہا کہ مَیں نے اپنی بیٹیوں کو حکم دے رکھا ہے کہ ہر شب سورۃ واقعہ پڑھ لیا کرو۔ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ جو بھی ہر روز رات کو سورۃ واقعہ پڑھ لیا کرے اسے کبھی فاقے کی مصیبت پیش نہ آئے گی۔ (اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 387-386 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت) یہ تھا توکل علی اللہ اور قناعت کی حالت ان چمکتے ستاروں کی۔

سلمیٰ بن تمام کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے ملاقات کی اور اپنی ایک خواب بیان کرتے ہوئے کہنے لگا کہ میں نے رات آپ کو خواب میں دیکھا ہے اور یہ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک اونچے منبر پر بیٹھے ہیں اور آپ اس منبر کے نیچے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرما رہے ہیں کہ اے ابن مسعود میرے پاس آ جاؤ تم نے میرے بعد بڑی بے رغبتی اختیار کر لی ہے۔ عبداللہ بن مسعود نے پوچھا کہ خدا کی قسم کیا تو نے یہ خواب دیکھا ہے؟ اس شخص نے کہا ہاں۔ پھر اس پر آپ نے فرمایا کہ کیا تو مدینہ سے میری نماز جنازہ پڑھنے آیا ہے؟ پھر اس کا مطلب ہے اب تو میرا وقت قریب ہی ہے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد ہی ان کی وفات ہوگئی (اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 386 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت) لیکن وفات سے قبل حضرت عثمان کو جب ان کی بیماری کا علم ہوا تو آپ کو کوفہ سے مدینہ بلوالیا۔ کوفہ کے لوگوں نے آپ کو کوفہ ہی میں رکھنے کا کہا اور یہ بھی کہا کہ ہم آپ کی حفاظت کریں گے۔ شاید بیماری نہ تھی لیکن ویسے ہی حضرت عثمان نے ان کو بلالیا تھا۔ بہرحال وہ تو صحت کی حالت میں لگ رہا تھا کہ جب اس شخص نے خواب سنائی۔ اس کے بعد پھر یہ واقعہ ہوا کہ حضرت عثمان نے ان کو کوفہ سے بلوالیا باوجود اس کے کہ کوفہ کے لوگ یہی چاہتے تھے کہ آپ وہیں رکے رہیں اور یہ کہا کہ ہم آپ کی حفاظت کریں گے لیکن آپ نے فرمایا کہ خلیفہ وقت کا حکم اور ان کی اطاعت میرے لئے ضروری ہے۔ پھر آپ نے یہ بھی کہا کہ عنقریب کچھ فتنے ہوں گے اور میں نہیں چاہتا کہ فتنوں کا شروع کرنے والا میں ہوں۔ یہ کہہ کر خلیفہ وقت کے پاس چلے آئے۔ آپ کی وفات 32 ہجری میں مدینہ میں ہوئی۔ حضرت عثمان نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ وفات کے وقت آپ کی عمر 60 سال سے کچھ زیادہ تھی۔

(اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 387 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

ایک اور روایت کے مطابق وفات کے وقت آپ کی عمر 70 برس سے کچھ زائد تھی۔

(طبقات الکبریٰ مترجم از عبداللہ العمادی حصہ سوم صفحہ 230 مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی)

حضرت عبداللہ بن مسعود کی وفات پر حضرت ابوموسیٰ نے حضرت ابومسعود سے کہا کہ کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے اپنے بعد ایسی خوبیوں والا اور کوئی شخص پیچھے چھوڑا ہے؟ حضرت ابومسعود کہنے لگے کہ بات یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں جب ہمیں جانے کی اجازت نہ ہوتی اس وقت حضرت عبداللہ بن مسعود کو داخل ہونے کی اجازت ملتی تھی۔ اور جب ہم آپ کی مجلس سے غائب ہوتے اس وقت حضرت عبداللہ بن مسعود خدمت کی توفیق پاتے اور آپ کی صحبتوں سے فیضیاب ہوتے تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ کوئی اور شخص ان کی خوبیوں والا ہو۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 119 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

حضرت عبداللہ بن مسعود سنت نبوی پر خوب کاربند تھے۔ ایک دفعہ حضرت عائشہ سے پوچھا گیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو صحابہ میں سے ایک صحابی روزہ افطار کرنے میں جلدی کرتا ہے یعنی غروب آفتاب کے ساتھ ہی افطار کرتے ہیں اور نماز بھی غروب آفتاب کے فوراً بعد جلدی ادا کرتے ہیں جبکہ دوسرے صحابی یہ دونوں کام نسبتاً دیر سے کرتے ہیں۔ حضرت عائشہ نے پوچھا کہ جلدی کون کرتا ہے تو انہیں بتایا گیا کہ عبداللہ بن مسعود ایسا کرتے ہیں تو حضرت عائشہ نے اس پر فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی دستور تھا جو عبداللہ بن مسعود کرتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی عمل تھا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 8 صفحہ 51 حدیث 24716 مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

حضرت عبداللہ بن مسعود کے بارے میں اور روایات اور واقعات بھی ہیں جو انشاء اللہ آئندہ بیان کروں گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان چمکتے ستاروں کے اسوے اور طریق پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆...☆...☆

---

## بقیہ: نماز جنازہ حاضر و غائب از صفحہ نمبر 4

**5۔ مکرم محمد حلیم خان صاحب (سموریوپی۔ انڈیا)**

5 اگست 2018ء کو 63 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے جوانی میں احمدیت قبول کی تھی۔ نیک، مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ آخری وقت تک بطور عارضی معلم خدمت کی توفیق پائی۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ پانچ بیٹیاں اور پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم محمد بشارت خان صاحب انسپکٹر بیت المال آمد ہیں اور دو بیٹیاں بھی قادیان میں ہی بیاہی ہوئی ہیں۔

**6۔ مکرمہ نسیم اختر صاحبہ اہلیہ مکرم احمد الدین صاحب (کارکن وکالت مال اوّل تحریک جدید ربوہ)**

24 اگست 2018ء کو کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد 87 سال کی عمر میں جرمنی میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ نیک، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

**7۔ عزیزم ذیشان احمد منیر ابن مکرم منیر احمد صاحب (دارالنصر وسطی۔ ربوہ)**

25 اگست 2018ء کو ناصر سپورٹس کمپلیکس میں پانی والے کولر سے کرنٹ لگنے کی وجہ سے وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے دادا مکرم ملک پیر محمد صاحب (المعروف ٹانگے والے) ضلع جالندھر سے ہجرت کر کے لاہور آئے تھے جہاں کچھ دیر قیام کے بعد سندھ چلے گئے اور وہیں پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ 1968ء سے دارالنصر وسطی میں قیام پذیر ہیں۔ مرحوم نے امسال نصرت جہاں کالج بوائز سے 68 فیصد نمبرز کے ساتھ ایف ایس سی کا امتحان پاس کیا۔ پسماندگان میں دادا اور والدہ کے علاوہ ایک بہن بھائی یادگار چھوڑے ہیں۔

**8۔ مکرم کمانڈر عبدالمومن صاحب (خیابان سحر حلقہ کلفٹن۔ کراچی)**

28 دسمبر 2016ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے والد محترم ای احمد صاحب نے سورج و چاند گرہن کا نشان دیکھ کر غائبانہ طور پر بیعت کی تھی۔ مرحوم بچپن ہی سے نماز روزہ کے پابند، تہجد گزار، ضرورت مندوں کا خیال رکھنے والے، نیک اور دعا گو انسان تھے۔ خلافت کے ساتھ گہری دلی وابستگی تھی۔ فجر کے بعد روزانہ قرآن کا ایک سپارہ بہت گہرائی سے پڑھتے۔ ان کا بچپن بہت غربت میں گزرا۔ آپ کی پروموشن حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی دعا سے معجزانہ طور پر ہوئی۔ ہر کام مشورہ سے کرتے تھے۔ 27 سال تک متواتر شوریٰ میں شریک ہونے کی توفیق پائی۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کے داماد تھے۔

**9۔ مکرمہ خولہ صدیقہ صاحبہ اہلیہ مکرم خالد محمود قریشی صاحب (مسلم ٹاؤن لاہور)**

30 اپریل 2018ء کو وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ نہایت دیندار اور سادہ طبیعت کی مالک، خوش مزاج، ہمسایوں کے ساتھ اچھا تعلق رکھنے والی ہمدرد اور بہت مخلص خاتون تھیں۔ جماعت کے ساتھ گہرا تعلق تھا۔ مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کے حصہ لیا کرتی تھیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

☆...☆...☆

---

## بقیہ: گھانا کے ایمان افروز واقعات ............از صفحہ نمبر 11

سالانہ برطانیہ 2000ء کے موقع پر دوسرے روز کے خطاب میں غانا میں جماعت احمدیہ کے حق میں رونما ہونے والے تائیدات الٰہیہ کے نشانات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''الحاج عبدالرحمٰن کویتی امداد سے تعمیر شدہ مسجد کے امام تھے۔ جب انہوں نے بھی بیعت کی تو لوگوں کی بڑی تعداد بھی ان کے ساتھ ہی احمدیت میں شامل ہوگئی۔ اس پر انہیں امامت سے فارغ کر دیا گیا۔ اس پر انہوں نے کہا کہ صداقت ہی مسجد کو عظمت اور احترام عطا کرتی ہے۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ میں صداقت کو صرف مسجد کی امامت کے لئے ٹھکرا دوں۔ وہ کھلے میدان میں دھوپ میں نمازیں ادا کرنے لگے۔ انہوں نے نماز جمعہ بھی دھوپ میں بہت بڑی جماعت کے ساتھ ادا کی۔ انتظامیہ اور چیف نے انہیں روکنے کے لئے طاقت کا استعمال کیا۔ پولیس کی خاصی تعداد کو بلایا گیا کہ وہ امام صاحب کو نماز پڑھانے سے روک سکیں۔ امام صاحب نے لوگوں سے کہا کوئی اپنی جگہ سے نہ ہلے۔ ہم نے کوئی جرم نہیں کیا۔ ہم امن پسند لوگ ہیں اور نماز ادا کر رہے ہیں۔ ہم نے کسی کو دکھ نہیں دیا، کسی کو تکلیف نہیں دی۔ **آپ غانا کی تاریخ سے یہ بات ثابت کریں کہ کبھی کوئی احمدی فساد کرتے ہوئے پکڑا گیا ہو۔ ہم سب سے زیادہ امن پسند اور منظم جماعت ہیں۔** ان کے اس بیان نے بہت اثر دکھایا۔ پولیس جو نماز سے روکنے کے لئے آئی تھی اب ان کی حفاظت کرنے لگی۔''

(الفضل انٹرنیشنل لندن 14/8 ستمبر 2000ء)

(باقی آئندہ).....................

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

## خلافت احمدیہ کے زیر ہدایت و نگرانی گھانا (مغربی افریقہ) میں

# احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے نفوذ اور اس کی روز افزوں ترقی کی روشن و درخشندہ اور ایمان افروز تاریخ کی چند جھلکیاں

## مبلغ اسلام و احمدیت حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیرؓ کی زبانی 1921ء کے گھانا کی ایمان افروز یادیں

احمد طاہر مرزا۔ مبلغ سلسلہ گھانا

قسط نمبر 5

## حضرت مولانا حکیم فضل الرحمن صاحبؓ کی آمد

گولڈ کوسٹ میں جماعت کی وسعت کے پیش نظر مغربی افریقہ میں دو مبلغوں کا موجود ہونا اشد ضروری ہو گیا تھا تا کہ مرکز سے دور دراز ان علاقوں میں قائم شدہ جماعتوں کی صحیح رنگ میں تربیت کی جا سکے۔ چنانچہ دوسرے وہ خوش قسمت مجاہد احمدیت جن کو مغربی افریقہ میں اس مقدس فریضہ کے لئے نامزد کیا گیا ان کا نام مولانا فضل الرحمن حکیم ہے۔ آپ مؤرخہ 23 جنوری 1922ء کو مغربی افریقہ کے لئے روانہ ہوئے اُس روز نماز فجر کے وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنے دست مبارک سے ہدایات تحریر کر کے آپ کو عنایت کیں۔

(الفضل قادیان 26 جنوری 1922ء)

11 مارچ 1922ء کو حضرت حکیم فضل الرحمن صاحب لندن پہنچے وہاں سے مؤرخہ 22 مارچ 1922ء کو آپ مغربی افریقہ کے لئے روانہ ہو گئے اور 17/ اپریل 1922ء کو لیگوس پہنچے۔ آپ نے تقریباً ایک ماہ تک لیگوس میں حضرت مولانا نیرؓ صاحب کے ہاں قیام کیا اور 9 مئی 1922ء کو لیگوس سے گولڈ کوسٹ کے لئے روانہ ہوئے۔ آپ کے گولڈ کوسٹ پہنچ جانے پر گولڈ کوسٹ اور نائیجیریا کے لئے علیحدہ علیحدہ مبلغین کا تقرر عمل میں آیا البتہ حضرت مولوی عبدالرحیم نیرؓ صاحب سارے مغربی افریقہ کے انچارج رہے۔ (الفضل قادیان 14 ستمبر 1922ء، 31/ اگست 1922ء)

## اندرون نائیجیریا کے دورہ جات

حضرت مولانا عبدالرحیم نیرؓ صاحب دسمبر 1921ء میں گولڈ کوسٹ کا دورہ کرنے کے بعد واپس نائیجیریا پہنچ گئے۔ اس سے قبل مولانا نیرؓ صاحب کا قیام نائیجیریا میں تقریباً چار ماہ کے قریب رہا۔

حضرت مولانا نیرؓ صاحب کو یہ سعادت حاصل ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے آپ کو افریقہ میں بیعت لینے کی اجازت دی تھی۔

(الفضل قادیان 23 جون 1921ء صفحہ 7)

لیگوس میں ان دنوں 35 ہزار کے قریب مسلمان اور 20 ہزار کے قریب عیسائی تھے۔ مگر علم، دولت، تجارت اور سرکاری عہدے سب عیسائیوں کے ہاتھ میں تھے۔ اور جہاں عیسائیوں کے چالیس مدارس تھے وہاں مسلمانوں کا صرف ایک (محمڈن اسکول) تھا۔ ان حالات میں حضرت مولانا نیرؓ نے لیگوس میں قدم رکھا اور پہنچتے ہی مختلف مساجد میں لیکچرز دیئے۔ پھر پبلک لیکچروں کا ایک باقاعدہ سلسلہ شروع کر دیا جس سے سعید روحیں احمدیت کی طرف کشاں کشاں آنے لگیں۔ ماحول کے اثر سے لیگوس کے مسلمانوں میں یہ رسم قائم ہو چکی تھی کہ وہ دوسرے کا ادب و احترام کرنے کی خاطر فوراً گھٹنوں کے بل ہو جاتے تھے حضرت مولانا نیرؓ صاحب نے اس کے خلاف زبردست وعظ کی جس پر بہت سے مسلمانوں نے یہ رسم چھوڑ دی۔

(الفضل قادیان 8/ اگست 1921ء صفحہ 3)

اکابر نے حضرت مولانا نیرؓ صاحب سے ملاقات کی اور بتایا کہ بارہ برس ہوئے ہمارے سابق امام جماعت نے مرنے سے پہلے یہ خوشخبری دی تھی کہ ایک سفید رنگ کا آدمی (White man) آئے گا جو مسیح موعود کی خبر لائے گا۔ اور اہل قرآن کی تصدیق کرے گا یہ پیشگوئی آپ کے وجود سے پوری ہوئی ہم آپ کے ساتھ ہیں۔

(الفضل قادیان 23 جون 1921ء صفحہ 7)

چنانچہ ان اکابر میں سے جنہوں نے مولانا نیرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی، الفا عبدالقادر صاحب بھی ایک بزرگ تھے۔ افسوس چند ماہ بعد ہی ان کا انتقال ہو گیا۔ مولانا نیرؓ نے پرنس الیکو سلطان لیگوس کو ان کے محل میں جا کر تبلیغ کی۔ آپ چار ماہ لیگوس میں ٹھہرے اور دن رات دیوانہ وار تبلیغ کرتے رہے۔ بالآخر 8/ اگست 1921ء کو واپس سالٹ پانڈ پہنچے۔ سالٹ پانڈ میں آ کر شہر کے عین وسط میں کمرشل روڈ پر ایک دو منزلہ مکان کرایہ پر لے کر مشن ہاؤس قائم کیا۔ اور اندرون ملک ایک لمبا دورہ کیا۔

(الفضل قادیان 3/ اکتوبر 1921ء صفحہ 2)، (الفضل قادیان 25/ اگست 1921ء صفحہ 3)، (الفضل قادیان 3/ اکتوبر 1921ء صفحہ 2)، (الفضل قادیان 31/ اکتوبر 1921ء صفحہ 2)

## میدان عمل کی صعوبتیں

گولڈ کوسٹ میں غیر ملکیوں کے لئے ڈاکٹروں کی ہدایت تھی کہ پیدل بہت کم چلیں ورنہ بخار کا اندیشہ ہے۔ اور دوسری طرف تبلیغ کا کام بھی ضروری تھا اور اس کیلئے پیدل چلنا بھی ضروری تھا۔ ان حالات میں اس مرد مجاہد نے کام کر کے دکھایا۔ ان حالات میں اللہ پر توکل کرتے ہوئے کبھی پیدل سفر کیا اور جہاں Hammock (پالکی ڈولی جسے چار افراد اٹھاتے ہیں) میسر آ گئی اس میں بیٹھ گئے۔ ان حالات میں آپ نے سالٹ پانڈ میں ایک مبلغین کلاس جاری کی جس میں آپ خود عربی زبان میں قرآن و حدیث، فقہ اور عقائد احمدیہ کی تعلیم دینے لگے۔

(الفضل قادیان 8 دسمبر 1921ء صفحہ 1-2)

اسی طرح گولڈ کوسٹ (گھانا) جماعت کو چار حصوں میں تقسیم کر کے ان میں عہدیدار مقرر کئے۔ انتظامی تقسیم کے مکمل ہونے کے بعد آپ دوبارہ 15 دسمبر 1921ء کو نائیجیریا کے دارالخلافہ لیگوس میں تشریف لے گئے اور تبلیغ شروع کر دی۔ اسی دوران سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 23 جنوری 1922ء کو گولڈ کوسٹ مشن سنبھالنے کے لئے مولانا حکیم فضل الرحمن صاحب کو روانہ فرمایا جو گھانا کے دوسرے مبلغ سلسلہ تھے۔ جو 11 مارچ کو لنڈن اور 17/ اپریل 1922ء کو لیگوس نائیجیریا پہنچے اور حضرت مولانا نیر کے ذریعہ حالات کا جائزہ لینے کے بعد 13 مئی 1922ء کو سالٹ پانڈ پہنچ گئے۔ اس طرح نائیجیریا اور غانا مشن جو ایک ہی مبلغ کے مشن کے تحت تھے دو مستقل مشنوں کی صورت اختیار کر گئے اور گولڈ کوسٹ کا احمدیہ مشن حکیم فضل الرحمن صاحب اور نائیجیریا مشن حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیرؓ کے سپرد کر دیا گیا۔

(الفضل قادیان 20 مارچ 1922ء صفحہ 2) (الفضل قادیان 14/ ستمبر 1922ء)

تبلیغی دوروں کیلئے آپ نے مشن کیلئے ایک موٹر کرایہ پر گروی رکھ لی۔ جس کیلئے ایک ڈرائیور اور ایک میٹ Mate ماہوار تنخواہ پر ملازم رکھ لئے۔ اس کے باوجود سفر کی مشکلات کا سامنا رہتا۔ ایسے ایک سفر کا حال بیان کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں۔

”ایک موقعہ پر اپنی موٹر رستہ میں خراب ہو گئی تو ڈرائیور اور میٹ تو اس کے پاس ٹھہر گئے اور مجھے کسی دوسری لاری میں سفر کرنا پڑا۔ راستہ میں ایک دریا پڑتا تھا۔ جہاں پر لاری کیچڑ میں پھنس گئی اور مجھے بھی دوسرے مسافروں کی طرح لاری کو کیچڑ سے نکالنے کیلئے مدد دینی پڑی۔ پھر تھوڑی دور جا کر ایک اور نالہ آ گیا۔ جس میں پانی کی دھار میں لاری کے پہیئے اٹک گئے اور نتیجۃً کچھ رستہ پیدل چلنا پڑا۔ اور اس پر مستزاد یہ کہ جب خدا خدا کر کے منزل مقصود پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ کھانے والا پیکٹ ساتھ نہ تھا۔“ (الفضل قادیان 7/ نومبر 1921ء)

## تبلیغی کاوشوں کے اثمار

سالٹ پانڈ کے علاوہ بیرونی جماعتوں کے ساتھ رابطہ اور نئے مقامات پر تبلیغ کی غرض سے آپ نے دورہ جات کا سلسلہ شروع کیا اور دوسری بار سالٹ پانڈ پہنچنے کے بعد ایک ماہ کے عرصہ میں قریبی علاقہ جات کے 22 مقامات کے دورے کئے۔ اس دوران 27 پبلک جلسے منعقد کئے اور مجموعی طور پر 543 میل کا سفر طے کیا۔ کئی مقامات پر پہنچنے کیلئے جنگل میں پیدل سفر کی صعوبتیں برداشت کیں۔

(الفضل قادیان 31/ اکتوبر 1921ء)

تاہم اللہ تعالیٰ نے آپ کی قربانیوں کو نوازا اور جا بجا کامیابی سے ہمکنار فرمایا۔ ستمبر کے مہینہ میں ایسے ایک دورے کے دوران ہی 80 عیسائی اور بت پرست Pagans حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔

(الفضل قادیان 14,17/ نومبر 1921ء)

سالٹ پانڈ کے اردگرد آپ نے جن مقامات کا دورہ کیا ان میں کیپ کوسٹ، گوموا چیفڈم کا صدر مقام، اگوان (Ogwan)۔ اجومکو (Ajumako)۔ وینیبا (Winneba)، سیاں بریکون (Seyan Brekun)، اسیام (Esiam) اور ایڈوکرم (Adokoram) قابل ذکر ہیں۔

(الفضل قادیان 3/ نومبر، یکم و 22/ دسمبر 1921ء، 16، 19 جنوری و 16/ فروری 1922ء)

گزشتہ چند ماہ کے دوران مندرجہ بالا مقامات میں سے چار مقامات کا راقم الحروف نے بھی دورہ کیا ہے۔ جو آجکل کیپ کوسٹ Cape Coast، ابورا Abura اور سالٹ پانڈ (Saltpond) کے حلقہ جات (Circuits) میں شامل ہیں۔

## نظام جماعت گولڈ کوسٹ اور چار حلقہ جات میں تقسیم

آپ نے گولڈ کوسٹ کو مندرجہ ذیل تقسیم کے تحت سلسلہ جماعت احمدیہ میں منسلک کیا۔

**مرکز سالٹ پانڈ:** لائبریری، ریڈنگ روم، مدرسہ احمدیہ اور عام نگرانی و حفاظت۔ حقوق دار التبلیغ۔ نیز جناب جبرائیل آرتھر کو سالٹ پانڈ مشن کا سپرنٹنڈنٹ مقرر کیا گیا۔

**مقامی تبلیغ:** اسماعیل کونسی صاحب نمبردار، (جنہوں سالانہ جلسہ پر بیعت کی) محمد یحییٰ صاحب مقامی مبلغ سالٹ پانڈ۔

**انچارج دار التبلیغ گولڈ کوسٹ:** مولوی محمد اسحاق صاحب اس کے انچارج مبلغ اور ان کی معاونت کیلئے مکرم داؤد، یعقوب موسیٰ، آدم، حسن و عیسیٰ صاحبان مقامی مبلغین مقرر کئے گئے۔ اور عام انتظامی اور امور شعبہ مال کے لئے: مکرم چیف مہدی آپا اور سیکرٹری کیلئے مکرم مسٹر بنیامین کیلسون مقرر کئے گئے۔

انتظامی امور میں سہولت کی غرض سے جماعت کو چار حلقوں میں تقسیم کیا گیا۔ (۱) حلقہ ایکرافو۔ جس میں ایکرافو، مانڈو، عباسا، آسیام، وسی کما، بیڈون، ایسن، کوانٹا، ابیورا، ایڈوکروم، ایکوٹی، مانکروم کی جماعتیں شامل تھیں۔

(۲) حلقہ سرفا: جس میں سرفا، سویڈرو، ابا کو، کوم کرام، کورنسی کرم، بنڈل بھیس، آبڈوم (یمڈم)، شیم، افرانسی اور پچی مان کی جماعتیں تھیں۔

(۳) حلقہ سیاں: جس میں سیاں برکیاں اور پٹن کی باقاعدہ جماعتیں شامل تھیں۔

(۴) حلقہ سکینڈی: جس میں سکینڈی، آبڈونی اور پرم ہرم کی جماعتیں شامل تھیں۔

(الفضل قادیان 20/ مارچ 1922ء)

## دورہ اشانٹی (Ashanti) ریجن

اب تک آپ کی تبلیغ کا دائرہ فینٹی قوم کے ساحلی علاقوں تک محدود تھا۔ 8/ نومبر 1921ء کو آپ نے اس کی شمالی جانب اشانٹی ریجن کے علاقے کے دورہ کا پروگرام بنایا۔ اشانٹی ریجن کا صدر مقام کماسی کا مشہور شہر ہے۔ کماسی کو سیکنڈی سے ریل جاتی تھی۔ (آج بھی ریل ٹریک موجود ہے تاہم ریل گاڑی نہیں چلتی۔) چنانچہ آپ پہلے سالٹ پانڈ سے سیکنڈی گئے۔ مگر سیکنڈی پہنچنے سے قبل کیپ کوسٹ کچھ عرصہ کیلئے رکے۔ یہ وقت سکولوں اور کالجوں کے بند ہونے کا تھا۔ عیسائی طلباء اور اساتذہ گھروں کو جا رہے تھے آپ نے موقعہ سے فائدہ اٹھاتے

ہوئے کھلی جگہ میں وعظ کرنا شروع کر دیا اور ان کے سوالات کے جوابات دیئے۔ یہاں سے چل کر چند میل کے فاصلہ پرالمیناAlminaکے معروف مقام (جوآجکل ایک معروف ساحلی مقام بھی ہے) پرٹھہر کراسلام احمدیت کا پیغام پہنچایااوراس طرح شام کوتیسرے پہرسیکنڈی پہنچ گئے۔ سیکنڈی میں آپ نے ایک ہندولالہ مٹھا رام کے ہاں قیام کیااور چندروز کے قیام کے دوران مقامی عیسائیوں اور مسلمانوں میں تقاریراور مباحثات کئے۔ اس جگہ پر دس آدمیوں نے بیعت کی اور سیکنڈی میں جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ سیکنڈی میں قیام کے دوران یہاں سے 9میل کے فاصلہ پر آبڈونی Abdoniنامی ایک گاؤں تشریف لے جا کر پیغام حق پہنچایا۔

سیکنڈی سے بذریعہ ریل آپ کماسی پہنچے (آجکل یہ ریل بند ہوچکی ہے)۔ کماسی میں اپنے چارروزہ قیام کے دوران آپ نے اشانٹی رؤسا کوتبلیغ کی نیز دو پبلک لیکچرز دیئے۔اوراس طرح پہلی باراشانٹی قوم کوحضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی خوشخبری پہنچی۔ ایک اشانٹی رئیس بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوااوراس طرح علاقہ اشانٹی میں جماعت احمدیہ کا بیج بویا گیا۔ اس نو احمدی کا نام آپ نے فاروق رکھا۔ (الفضل قادیان13/مارچ1922ء)

## گھانا سے مولانا عبدالرحیم صاحب نیّرؓ کی روانگی

مولانا عبدالرحیم نیّر صاحب کے سامنے تبلیغ کا بہت وسیع میدان تھا۔ آپ نے گھانا سے سیرالیون اور لائبیریا جانے کا پروگرام بنا رکھا تھا۔ ادھر نائیجیریا کی جماعت کا تقاضا تھا کہ آپ وہاں جائیں۔ بہر حال اب پھر آپ کو گھانا سے جانا تھا۔ اس موقع پر آپ نے مناسب سمجھا کہ گھانا کے احمدیوں کا سالٹ پانڈ میں ایک اجتماع کر کے آئندہ کے پروگرام سے متعلق ان سے شوریٰ کی جائے۔ اور جماعتی امور کے منتظم مقرر کئے جائیں۔ 25/نومبر1921ء کو جمعہ کے روز سالٹ پانڈ میں یہ جلسہ عام منعقد کیا گیا۔
(الفضل قادیان23/فروری1922ء)

آپ نے مسٹر جبریل آرتھر کو سالٹ پانڈ کے مرکزی مشن کا سپرنٹنڈنٹ مقرر کیا اور مدرسہ احمدیہ اور لائبریری وریڈنگ روم کا انتظام ان کے سپرد کیا۔ عمومی انتظام چیف مہدی آپا کے سپرد ہوااور مسٹر بن یامین کیلسنز سیکرٹری مقرر ہوئے۔ شعبہ تبلیغ کا ہیڈ مسٹرمحمداسحاق کومقرر کیا گیا۔ اور آپ کے ساتھ اسماعیل کوسی، محمد یحییٰ، مسٹر داؤد، مسٹر یعقوب، مسٹر یوسف، مسٹر موسیٰ، مسٹر آدم، مسٹر حسن اور مسٹرعیسیٰ معاون مبلغین مقرر ہوئے۔ جماعتوں کو اب چار حلقوں میں تقسیم کر دیا گیا۔
(الفضل قادیان20/مارچ1922ء)

## دورِ گولڈ کوسٹ کا اختتام اور ساحل اکرا (Accra) سے لیگوس نائیجریا روانگی

حضرت مولانا نیّرؓ صاحب 8دسمبر 1921ء تک سالٹ پانڈ، گولڈ کوسٹ میں خدمات بجالاتے رہے۔ چنانچہ 9/دسمبر کو بحری سفر کے ذریعہ سالٹ پانڈ سے (Accra) اکرا پہنچے۔ 14/دسمبر تک آپ نے اکرا میں قیام کیا جس دوران آپ تبلیغی فرائض سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی مسجد کھلوانے کے متعلق بھی کوشش کرتے رہے۔ روانہ ہونے سے قبل آپ نے کولونیل سیکرٹری اور گورنر جنرل سے ملاقات کی انہیں Teachings of Islamٹیچنگز آف اسلام اور تحفہ شہزادہ ویلز پیش کیں اور 14/دسمبر کو آپ گھانا سے نائیجریا کیلئے روانہ ہو گئے۔ گھانا سے آپ کی یہ آخری روانگی ثابت ہوئی۔ آپ نے گھانا کی جماعت کی مردم شماری کیلئے چند دوستوں کو مقرر کر رکھا تھا۔ اس مردم شماری کی رپورٹ آپ کو روانگی سے قبل اکرا میں ہی ملی۔ اس رپورٹ کے مطابق گھانا میں احباب جماعت کی تعداد 5000 سے متجاوز ہوچکی تھی۔ (الفضل قادیان20/مارچ1922ء)

## حضرت مولانا حکیم فضل الرحمن صاحب کی آمد

الٰہی تائید اور نصرت کے نتیجہ میں گھانا اور نائیجیریا میں جماعت احمدیہ کو جو نمایاں کامیابیاں حاصل ہوئیں اس کی وجہ سے ایک مبلغ کیلئے دونوں جماعتوں کی نگرانی کا کام چنداں آسان نہیں تھا۔ اور کم از کم مزید ایک مبلغ کا اس علاقے میں پہنچنا اشد ضروری تھا۔ مولوی فضل الرحمن حکیم صاحب وہ خوش قسمت نوجوان تھے جن کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے گھانا کیے لئے مبلغ نامزد فرمایا۔

جب 17/اپریل 1922ء کو مولوی حکیم فضل الرحمن صاحب کی لیگوس آمد ہوئی تو اس سے پہلے نائیجیرین میں یہ فقرہ عام تھا کہ

Ahmadiyya Movement means Business

"جماعت احمدیہ کچھ کئے بغیر نہیں رہے گی"
(الفضل قادیان 12 جون 1922ء)

جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے آپ نے تقریباً ایک ماہ تک مولانا عبدالرحیم نیّرؓ صاحب کے ساتھ لیگوس میں قیام کیا اور 9/مئی 1922ء کو لیگوس سے گھانا کیلئے روانہ ہو کر 13/مئی 1922ء کو آپ سالٹ پانڈ پہنچے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں آپ نے سالٹ پانڈ کے ارد گرد دیہات میں پھیلی ہوئی جماعتوں کا دورہ کر کے ان سے تعارف حاصل کیا اور تبلیغ وتربیت کے کام میں مصروف ہو گئے۔ اس کا اندازہ اس امر سے ہوسکتا ہے کہ جولائی کے پہلے ہفتے میں 117/احباب بیعت کر کے سلسلۂ حقہ میں داخل ہوئے۔
(الفضل قادیان 14/ستمبر 1922ء)

## مولانا نیّر صاحب کی عظیم الشان قربانیاں

آپ دسمبر 1921ء میں سالٹ پانڈ سے بحری سفر پر اکراAccraروانہ ہوئے۔ آپ کو بحری سفر موافق نہیں آتا تھا اور خاصی مشقّت اٹھانی پڑتی تھی۔ اس کیفیت کو آپ یوں بیان کرتے ہیں:

"سفر بحر مجھے بہت تکلیف دیتا ہے اور سمندر کو دیکھتے ہی مجھے تے شروع ہوجاتی ہے۔ ساحلی جہاز Sir Georgeکے ذریعہ بارادہ نائیجیریا بغرض شمولیت احمدیہ کانفرنس روانہ ہوا۔ کنارۂ بحر سے جہاز تک کشتی لے جاتی ہے۔ اوراس کشتی کو پانی کی اونچی پہاڑیوں پر سے گزرنا پڑتا ہے اور امواج بحر نہ صرف اس کشتی کو سرکش گھوڑے کی طرح سیخ پا کرتی ہیں بلکہ سوار کے ساتھ بھی نمک ملے سفید پانی کی پچکاری سے ہولی کھیلتی ہے۔

جہازوالوں نے "سبز پگڑی" کو دیکھتے ہی ہنڈولا اتارا اور نیم مردہ نیّر کو تختہ جہاز پر لے لیا۔ شریف انگریز کپتان مسٹر جانسن، مسٹر بن وارڈن (جنہوں نے تعارف کیلئے Teachings of Islam کا ذکر کیا کہ کپتان ٹرنر نے اس عاجز کی عطا کردہ کتاب انجینئر موصوف کو دی تھی۔) اور دوسرے مسافر و چیف آفیسر ہر طرح کی خاطر مدارت کرنے لگے۔ اور مسٹر جانسن نے کھیر پکوائی اور خود پاس بیٹھ کر مجھے کھلوائی۔ کچھ ہوش آیا تو معزز میزبان کو مسیح موعودؑ کا پیغام سنایا۔ جونہی جہاز نے رات کو حرکت کی طبیعت خراب ہوگئی اور اس طرح ہائے اللہ کی آواز کے ساتھ دو روز گزار کر دارالحکومت گولڈ کوسٹ میں 9 دسمبر کو وارد ہوا۔
(الفضل قادیان20/مارچ1922ء)

## سنیگال کے تیجانیہ فرقہ کے امام احمد فوٹا کا قبول احمدیت

سنیگال میں عموماً جماعت احمدیہ کا تعارف 1963ء میں بیان کیا جاتا ہے جب اکتوبر 1963ء میں مولانا چوہدری محمد شریف صاحب (مرحوم) امیر ومشنری انچارج گیمبیا کے دور میں مکرم محمد ابراہیم درامے بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہوئے۔ اس کے بعد نومبائعین کا سلسلہ جاری رہا۔ تاہم حضرت مولانا نیّر کے بیان کے مطابق 1922ء میں ایک تیجانی مسلمان امام احمد فوٹا نے جو اس وقت گولڈ کوسٹ میں تیجانی فرقہ کے امام تھے احمدیت قبول کرلی۔ اس طرح سنیگال میں بھی احمدیت کی آواز پہنچانے کا سہرا حضرت مولانا نیّر صاحب کے حصہ میں آیا۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

"اکرا(Accra) میں میرے لئے جو خاص خوشی کا باعث ہے وہ یہ ہے کہ مسلمان رؤسا کو میں نے چائے پر مدعو کیا۔ اور سلسلہ احمدیہ کی تعلیم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی پیش کئے۔ خطبہ الہامیہ اور استفتاء سے مسیح موعودؑ کا کلام پڑھ کر سنایا۔ اسے سننے کے بعد امام فوٹا احمد جو کہ سینیگال کے باشندہ اور سلسلہ تیجانیہ کے معلم اور شریعت اسلام کے عالم ہیں، بلند آواز میں لوگوں کے سامنے کہا۔ "میں صدق دل سے اس کلام پر ایمان لایا" الحمدللہ علیٰ ذالک۔ مجھے اس عالم کے اعلان سے بہت خوشی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے استقامت بخشے۔ آمین ثم آمین۔"
(الفضل قادیان 20 مارچ 1922ء صفحہ 2)

## گھانا میں جماعت احمدیہ کی طرف سے عیسائیت کا کامیاب مقابلہ۔ مسیحی مصنف مسٹر نوئیل سمتھ کا اعتراف

جماعت احمدیہ نے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے مغربی افریقہ میں گزشتہ 97 سال کے دوران جس جانفشانی اور حرارتِ ایمانی سے عیسائیت کا مقابلہ کر کے وسیع پیمانہ پر اسلام کی اشاعت کی ہے اس کا اعتراف عیسائی محققین بھی کرنے پر مجبور ہیں۔

چنانچہ ایک برطانوی ماہرِ تعلیم مسٹر نوئیل سمتھ (Mr. Noel Smith) نے جو گھانا کے عیسائی سکولوں میں استاد کی حیثیت سے کام کرتے رہے ایک کتاب شائع کی جس کا نام "The Presbyterian Church in Ghana- 1835-1960" ہے۔ یعنی "گھانا میں پریسبیٹیرین کلیسا—1835ء تا 1960ء"۔ اس کتاب میں انہوں نے اس عرصہ کے دوران گھانا میں پریسبیٹیرین چرچ کے ذریعہ عیسائیت کی تبلیغی جدوجہد کی نوعیت اور اس کی ناکامی کا ذکر کرنے کے بعد وہاں اسلام کی روز افزوں ترقی پر روشنی ڈالی اور واضح الفاظ میں اعتراف کیا کہ گھانا کے جنوب مغربی علاقہ میں اسلام کی روز افزوں ترقی جماعت احمدیہ کی کامیاب تبلیغی جدوجہد کی مرہونِ منت ہے۔ اس کے بعد انہوں نے چرچ کو توجہ دلائی کہ اسے افریقہ میں عیسائیت کو ایسے ہی مؤثر اور دل موہ لینے والے انداز میں پیش کرنا چاہیئے جیسا کہ جماعت احمدیہ وہاں اسلام کو پیش کر کے لوگوں کو مسلمان بنا رہی ہے۔ ذیل میں مسٹر نوئیل سمتھ کی مذکورہ کتاب کے بعض اقتباسات پیش ہیں جن میں اس امر کا ذکر ہے کہ آج سے 97 سال پہلے جماعت احمدیہ نے گھانا میں کس طرح تبلیغ اسلام کی مہم کا آغاز کیا:

"ابوبکر نامی ایک نائیجیرین مبلّغ اسلام کی تبلیغی مساعی کے ذریعہ فانٹی کے دو میتھوڈسٹ عیسائیوں بن یامین سام اور مہدی آپا کے مسلمان ہونے کے بعد جماعت احمدیہ نے جو تبلیغی جہاد کی علمبردار ہے وہاں اپنے پاؤں جمانے میں کامیابی حاصل کی۔ سام اور آپا نے کیپ کوسٹ سے بارہ میل دور ڈنکو آرڈو پر ایکروفُو کو اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا۔ وہاں سے انہوں نے اسلام کے حق میں اپنی تبلیغی مہم کا آغاز کرنے کے علاوہ ایک سکول بھی کھولا۔ 1920ء میں حکومت نے اس سکول کے لئے ایک تربیت یافتہ استاد فراہم کیا۔ 1921ء میں فانٹی مسلمانوں نے ایک ہندوستانی احمدی مبلغ (مولانا نیّر صاحب مرحوم) کو مدعو کیا کہ وہ سالٹ پانڈ میں تبلیغ و اشاعتِ اسلام کا کام کرے۔ اس احمدی مبلّغ کی مساعی اس قدر بارآور ثابت ہوئیں کہ ان سے متاثر ہو کر چند سال کے اندر اندر قریباً تمام فانٹی مسلمان جماعت احمدیہ میں داخل ہو گئے۔"

(The Presbyterian Church in Ghana- 1835-1960, page123)

جماعت احمدیہ کی کامیاب تبلیغی جدوجہد کے نتیجہ میں وہاں عیسائیت کو اسلام کے بالمقابل جو ہزیمت اٹھانا پڑی اور اس کے لئے جو نت نئی مشکلات پیدا ہوئیں اور ان کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر نوئیل سمِتھ نے لکھا:۔

(۱) "اس حقیقت نے صورت حال کو اور بھی زیادہ پیچیدہ بنا دیا ہے کہ اسلام ایک ارفع واعلیٰ عالمی مذہب کی حیثیت سے (جو باطنی طور پر افریقیوں کا مذہب بننے کی صلاحیت رکھتا ہے) لوگوں کو اپنے اندر شامل کرنے کی بھرپور کوشش کر رہا ہے۔ مغربی افریقہ میں اسلام وہ کچھ کر دکھانے میں کامیاب رہا ہے جس کی سرانجام دہی میں عیسائیت ابھی تک کامیاب نہیں ہوسکی ہے اور وہ یہ ہے کہ اخلاق وکردار کا مخصوص ضابطہ رکھنے والے مذہبی ملکوں سے راہ ورسم پیدا کر کے رفتہ رفتہ ان کی اصلاح کی جائے۔"

(The Presbyterian Church in Ghana- 1835-1960, 266-267pp)

(۲) "جنوب مغربی علاقے کے فانٹی قبیلہ میں اسلام کا مؤثر نفوذ نتیجہ ہے مغربی انداز پر جماعت احمدیہ کی کامیاب تبلیغی جدوجہد کا۔"

آخر میں انہوں نے چرچ کو توجہ دلائی ہے کہ وہ بھی افریقیوں کے سامنے انجیل پیش کرنے میں انہی مؤثر طریقوں کو اپنائے جن سے قرآن پیش کرنے میں جماعت احمدیہ کام لیتی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"کیا چرچ افریقیوں کے نقطۂ نظر اور ان کے اندازِ زیست کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کے سامنے انجیل پیش کرنے میں تبلیغ کے اسلامی انداز سے سبق حاصل کرے گا؟"
*(Ibid 269)*

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے الٰہی پیشگوئیوں کے مطابق آج سے 97 سال قبل مغربی افریقہ میں جس عظیم تبلیغی جدوجہد کا آغاز فرمایا تھا اب خلافتِ خامسہ کے عالمگیر مبارک دور میں آسمانی انوار وافضال کے ثمرات سے اس خطہ کو مالامال کر رہا ہے اُس کے نتیجہ میں رونما ہونے والا عظیم روحانی انقلاب اس درجہ نمایاں سے نمایاں تر ہوتا جا رہا ہے کہ ماضی وحال کے اغیار بھی اُس کا اعتراف کرنے پر اپنے آپ کو مجبور پاتے ہیں۔ آخر میں ایک ایمان افروز ارشاد درج کر کے اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔

2000ء میں غانا میں تبلیغی مہمات کے دوران 14 چیفس احمدی ہوئے اور 48 آئمہ سلسلہ احمدیت میں داخل ہوئے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جلسہ

باقی صفحہ نمبر9پر ملاحظہ فرمائیں

## بقیہ رپورٹ: حضورانور کا دورۂ جرمنی 2018ء .................... از صفحہ نمبر 20

| | | | |
|---|---|---|---|
| 27 | انیلہ اختر احمد صاحبہ | جرمنی | Master of Science in Mechanical Engineering |
| 28 | Svea Ahmad Sahiba | جرمنی | Master of Education in Teachning |
| 29 | منصورہ سعید صاحبہ | جرمنی | Master of Education in Teachning |
| 30 | انعم حیدر صاحبہ | جرمنی | Master of Education in Teachning |
| | | | Bachelor of Arts in Teaching |
| 31 | تمثیلہ محمود صاحبہ | جرمنی | Masters in Aeronautical Engineering |
| 32 | زینب احمد صاحبہ | جرمنی | Bachelor of Arts in Social Work |
| 33 | فرح محمود احمد صاحبہ | جرمنی | Bachelor of Education in Education for Secondary School |
| 34 | فاطمہ طاہرہ بابر صاحبہ | جرمنی | Bachelor of Science in Medical Physics |
| 35 | سمیرہ احمد صاحبہ | جرمنی | Bachelor of Arts in Education Sciences |
| 36 | امۃ النور احمد صاحبہ | جرمنی | Bachelor of Arts in Education Sciences |
| 37 | ملیحہ گوہر رانا صاحبہ | جرمنی | Bachelor of Science in Psychology |
| 38 | نبیلہ احمد صاحبہ | جرمنی | Bachelor of Arts in Islamic Sciences Gender Studies |
| 39 | سجیلہ حسین صاحبہ | جرمنی | Bachelor of Arts in SociologyCultural Anthropology |
| 40 | سلطانہ کاہلوں صاحبہ | جرمنی | Bachelor of Arts in Social Work |
| 41 | نائلہ وہاب صاحبہ | جرمنی | Bachelor of Arts in Social Work |
| 42 | قراۃ العین خالد صاحبہ | جرمنی | Bachelor of Arts in Childhood Studies |
| 43 | لبنیٰ راٹھور رزاق صاحبہ | جرمنی | Bachelor of Science in Teaching |
| 44 | ثمینہ شاہ صاحبہ | جرمنی | A– Levels(Abitur) |
| 45 | سلمانہ احمد کاہلوں صاحبہ | جرمنی | A– Levels(Abitur) |
| 46 | رخشندہ غفار صاحبہ | جرمنی | A– Levels(Abitur) |
| 47 | حرمین احمد صاحبہ | جرمنی | A– Levels(Abitur) |
| 48 | Dr. Jeannine Khan Sahiba | سوئٹزرلینڈ | PhD in Educational psychologyDidactics |
| 49 | ڈاکٹر مصور احمد صاحبہ | کینیڈا | PhD in Medical |
| 50 | نورالآصفہ منور صاحبہ | انڈونیشیا | Master of Science in Occupational Health, Safety and the Environment |
| 51 | فضا عامر صاحبہ | نائیجر | Master of Science in Medicine |
| 52 | شائستہ سنبل احمد صاحبہ | ڈنمارک | Master in Communication Marketing |
| 53 | حافظہ انجم صاحبہ | پاکستان | BS(Hons) in Zoology |
| 54 | ثاقبہ نصیر صاحبہ | پاکستان | BS(Hons) in Microbiology |
| 55 | انیسہ عابد صاحبہ | نائیجیریا | Bachelor of Agricultural Technology in Food Science and Nutrition |
| 56 | آمنہ محمود صاحبہ | سوئٹزرلینڈ | Bachelor of Medicine in Human Medicine |
| 57 | ندا کاہلوں صاحبہ | فرانس | Primary School Teaching |
| 58 | صادقہ بشارت صاحبہ | ڈنمارک | Gymnasium |
| 59 | نبا مہین صاحبہ | سویڈن | Secondary School |
| 60 | ملیحہ نباہت ظفر صاحبہ | کنیا | Secondary School |
| 61 | نوال مبشر صاحبہ | سعودی عرب | Secondary School |
| 62 | ملیحہ سید صاحبہ | جرمنی | High Schlool |

تقسیم ایوارڈز اور اسناد کی تقریب کے بعد بارہ بجکر پچاس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمایا:

### حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ کا مستورات سے خطاب

**تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

آج کی دنیا میں عموماً مذہب کی طرف زیادہ توجہ نہیں ہے نہ مذہب کی تاریخ جاننے کی طرف زیادہ توجہ ہے۔ عموماً یہ خیال کیا جاتا ہے کہ مذہبی دنیا میں یا مذہب کی تاریخ میں صرف مرد کی اہمیت ہے اور عورت کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی اور اس کو بعض اسلام مخالف لوگ یا مذہب مخالف لوگ زیادہ ہوا دیتے ہیں۔ خاص طور پر اسلام پر تو یہ اعتراض بار بار اٹھایا جاتا ہے کہ عورت ایک ثانوی حیثیت رکھتی ہے اور جو بھی اس کا کردار ہو یا اس کی قربانیاں ہوں ان کو مردوں سے کم درجہ پر رکھا جاتا ہے۔ مرد کے کردار اور کام کی ہمیشہ تعریف کی جاتی ہے اور عورت کے کردار اور کام کو اتنی اہمیت نہیں دی جاتی لیکن جب ہم اس بات کا جائزہ لیں کہ کیا مذہب اور خاص طور پر اسلام، عورت کی دین کے لئے خدمات عورت کے دین کی ترقی کے لئے کردار، عورت کی دین کی خاطر قربانی کو مردوں کی خدمات، ان کے کردار، ان کی خدمات سے کم سمجھتا ہے یا اسلام میں کم سمجھا جاتا ہے یا کم اہمیت دی جاتی ہے تو جواب نفی میں ملے گا اور ہر علم رکھنے والی عورت یہ جانتی ہے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

ایک مسلمان سب سے زیادہ تاریخی واقعاتی اور علمی حقائق کے لئے جس چیز پر یا جس گواہی پر ایمان اور یقین رکھتا ہے یا اس کو ایمان اور یقین کی حد تک مانتا ہے وہ قرآن کریم ہے اور اس میں بیان کردہ واقعات و حقائق ہیں اور قرآن کریم سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ مذہب کی تاریخ میں عورت کا بڑا مقام ہے اور عورت کے قابل تعریف کاموں کی اللہ تعالیٰ نے گواہی دی ہے اور بیان فرمایا ہے اور اِنہی قابل تعریف اور اہم کاموں کی وجہ سے عورت کو ان انعامات میں حصہ دار بنایا گیا ہے جن کاموں کی وجہ سے مرد اس کے اجر کے حق دار ٹھہرائے گئے ہیں یا نوازے گئے ہیں۔

پھر قرآن کریم کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور آپ کی ہدایات عورت کی اہمیت اور اس کی تاریخی کردار پر روشنی ڈالتے ہیں۔ پھر جماعت احمدیہ مسلمہ میں تو اسلام اور احمدیت کی تاریخ اس بات پر بھی گواہ ہے اور اس بات پر روشنی ڈالتی ہے کہ عورت کے کردار اور قربانیوں کا کیا اہم مقام ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ جس طرح مرد کی قربانیوں اور دین کی خاطر اہم کردار کو مذہب کی تاریخ اور خاص طور پر اسلام میں محفوظ کیا ہے وہاں عورت کی قربانیوں اور کردار کو بھی کم نہیں سمجھا اور محفوظ رکھا ہے بلکہ ہم جائزہ لیں تو مذہب اسلام کی تو ابتدا ہی عورت کی قربانیوں سے شروع ہوتی ہے۔ جیسا کہ ہر مسلمان جانتا ہے کہ اسلام کی بنیاد اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے رکھی اور اس بنیاد میں عورت کا حصہ شامل کیا گیا۔ قرآن کریم میں بھی یہ ذکر ہے اور حدیث میں بھی یہ تفصیل سے آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو رؤیا دکھایا کہ وہ اپنے اکلوتے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں حضرت اسماعیل علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پہلے اور کئی سال تک اکلوتے بیٹے تھے۔ حضرت اسحاق علیہ السلام تو کئی سال کے بعد پیدا ہوئے ہیں۔ بہرحال حضرت اسماعیل علیہ السلام ابھی چند سال کے ہی تھے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ خواب دیکھی اور اسماعیل علیہ السلام کو سنائی کہ میں نے اس طرح دیکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں۔ وہ زمانہ تھا کہ جب لوگ بتوں کو خوش کرنے کے لئے انسانوں کی قربانیاں بھی کیا کرتے تھے اور خصوصاً بیٹوں کو ذبح کرنا ایک بہت بڑی قربانی سمجھا جاتا تھا۔ اسی وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خیال آیا کہ انسانی جان کو بتوں پر قربان کرنے کا رواج تو ہے تو اس خواب کا مطلب ہے کہ میں بھی اس رواج کے مطابق اپنے بیٹے کو خدا تعالیٰ کی خاطر قربان کروں اور یہی اللہ تعالیٰ چاہتا ہے مجھ سے یہ ان کو خیال آیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب حضرت اسماعیل علیہ السلام سے ذکر کیا تو جیسا کہ قرآن کریم میں بھی آتا ہے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ آپ اپنی رؤیا کو پورا کریں مجھے انشاء اللہ اس پر صبر کرنے والا پائیں گے چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کو باہر جنگل میں لے گئے اور الٹا لٹا دیا تا کہ ذبح کریں لیکن اُس وقت جب آپ ذبح کرنے لگے تو قرآن کریم میں بھی آتا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً فرمایا کہ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا۔ یعنی جب تو اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے تیار ہو گیا ہے تو تُو نے اپنی خواب پوری کر دی ہے اور یہ عمل صاف ظاہر کرتا ہے کہ تو عملاً اپنے بیٹے کو ذبح کر سکتا ہے مگر اب تُو نے اسے ذبح نہیں کرنا اور آج سے مذہبی تاریخ میں اللہ تعالیٰ نے فرما دیا کہ آج سے انسانوں کو ذبح کرنے کا رواج ختم کیا جاتا ہے اور یہ طریق درست نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی خاطر قربانیوں کے نئے طریق رائج ہوں گے جو اس قربانی سے بہت بلند ہیں اور مستقل قربانی کرتے چلے جانے والے طریق ہیں۔

چنانچہ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو دوبارہ الہاماً فرمایا کہ حضرت ہاجرہ اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو مکہ کے مقام پر لے جائیں اور وہاں چھوڑ آئیں چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو مکہ کے مقام پر لے گئے۔ اس وقت وہاں میلوں تک کوئی آبادی نہیں تھی۔ آپ اپنے ساتھ پانی کا ایک مشکیزہ اور کھجوروں کا ایک تھیلا لے کے گئے تھے۔ ان دونوں ماں بیٹے کے پاس وہ پانی اور کھجوروں کی تھیلی رکھ دی اور انہیں وہیں چھوڑ کر واپس چل پڑے۔ یہاں سے پھر اس مستقل قربانی کا سلسلہ شروع ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے ایک انسانی جان کی قربانی ختم کر کے شروع کروائی تھی۔ دراصل رؤیا میں اسی قربانی کا ذکر تھا نہ کہ چھری پھیرنے والی قربانی کہ ایسی جگہ چھوڑ آؤ جہاں نہ کھانے کو روٹی ملے نہ پینے کو پانی ملے گویا یہ تمہاری طرف سے ایک طرح سے ذبح کرنا ہے۔ بہرحال جب واپسی کے لئے مڑے تو بیوی اور بیٹے کی محبت کی وجہ سے چند قدم جا کر مڑ کر دیکھنے لگے حضرت ابراہیم علیہ السلام پھر چل پڑتے پھر رک کر دیکھنے لگتے۔ جب چند بار اس طرح مڑ کر دیکھتے رہے تو حضرت ہاجرہ جو بڑی فراست رکھنے والی خاتون تھیں انہیں خیال پیدا ہوا کہ آپ ہمیں یہاں چھوڑ کر کسی معمولی کام کے لئے نہیں جا رہے یا ادھر ادھر کوئی جگہ دیکھنے تلاش کرنے نہیں جا رہے بلکہ ضرور کوئی بات ہے کوئی راز ہے جو آپ ہم سے چھپا رہے ہیں۔ حضرت ہاجرہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پیچھے گئیں اور کہا کہ آپ ہمیں یہاں اکیلے چھوڑ کر جا رہے ہیں انہوں نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت ہاجرہ کچھ دور تک آپ کے پیچھے جا کر یہی پوچھتی رہیں لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کوئی جواب نہیں دیتے تھے۔ حضرت ہاجرہ سمجھ گئیں کہ جذبات اور درد کی وجہ سے دل کے درد کی وجہ سے کوئی جواب نہیں دے رہے۔ آخر حضرت ہاجرہ نے کہا کہ اے ابراہیم! آپ کس کے حکم سے ہمیں یہاں چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ حضرت ابراہیم جذبات کی وجہ سے کچھ بول تو نہ سکے البتہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر اشارہ کر دیا۔ اس پر حضرت ہاجرہ نے کہا کہ اگر آپ ہمیں یہاں خدا تعالیٰ کے حکم سے چھوڑ کر جا رہے ہیں تو فکر کی کوئی بات نہیں اگر خدا تعالیٰ نے کہا ہے تو وہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا اور یہ کہہ کر واپس چلی گئیں۔ یہ ایمان کا معیار تھا ان کا۔ آخر وہ تھوڑا سا پانی اور کھجوریں چند دنوں میں ختم ہو گئیں جب کھانے پینے کا سامان ختم ہو گیا تو حضرت اسماعیل علیہ السلام جب بھی کبھی پانی مانگتے یا کھانا مانگتے تو وہ کہاں سے دیتی میلوں تک آبادی کوئی نہیں تھی نہ کوئی انتظام ہو سکتا تھا آخر حضرت اسماعیل علیہ السلام پیاس اور بھوک کی وجہ سے بیہوش ہونا شروع ہو گئے۔ ہوش آتی تو پھر پانی مانگتے پھر غشی طاری ہو جاتی۔ ماں بیٹے کی حالت دیکھ کر گھبرا کر قریب جو دو ٹیلے تھے صفا اور مروہ وہاں جاتیں اور ادھر پانی یا کسی گزرنے والے قافلے کو تلاش کرتیں۔ پہلے صفا پر چڑھ جاتیں وہاں سے کچھ نظر نہ آتا تو مروہ پر دوڑ کر چڑھتیں دوڑ کر

چڑھنے کی وجہ ایک یہ بھی تھی کہ دوٹیلوں کے درمیان جو نیچی جگہ تھی وہاں سے حضرت اسماعیل علیہ السلام نظر نہ آتے تھے بے چین ہو کر اوپر چڑھتیں تا کہ بچے پر بھی نظر پڑتی رہے۔ جب آپ سات چکر لگا چکیں تو فرشتے کی آواز آئی کہ ہاجرہ جا اپنے بچے کے پاس اللہ تعالیٰ نے پانی کا انتظام کر دیا ہے چنانچہ جب آپ بچے کے پاس پہنچیں تو دیکھا جہاں بچہ تڑپ رہا تھا وہاں پانی کا چشمہ پھوٹ پڑا۔ اس طرح وہاں پانی کی وجہ سے پھر قافلے ٹھہرنے شروع ہو گئے اور مکہ کی بنیاد پڑی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کی دوبارہ بنیادیں رکھیں تو یہ دعا کی کہ اے خدا اس شہر کے رہنے والوں اور میری اولاد میں سے ایسا نبی مبعوث فرما جو انہیں تیری آیات پڑھ کر سنائے تیری کتاب سکھائے اس کی حکمتیں بیان کرے اور ان کے دلوں کا تزکیہ کرے انہیں پاک کرے۔ یعنی مکہ کی جو بنیاد رکھی گئی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے لئے تھی اور اس میں مرد اور عورت دونوں شامل تھے۔ حضرت ہاجرہ اگر اللہ تعالیٰ پر توکل نہ کرتیں اور بچے کے ساتھ قربانی کے لئے تیار نہ ہوتیں تو انہیں کبھی وہ مقام نہ ملتا جو آج ہر مسلمان کے دل میں آپ کا ہے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

پھر قرآن کریم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا ذکر ملتا ہے ان کو اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ ان کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوگا۔ اور فرعون کیونکہ تم لوگوں کا دشمن ہے وہ اسے مارنے کا ارادہ کرے گا۔ اس لئے جب وہ پیدا ہو تو ایک ٹوکرے میں رکھ کر اسے دریا میں ڈال دینا۔ اور حضرت موسیٰؑ کی والدہ کو جو نیکی اور تقویٰ اور خدا تعالیٰ کی ذات پر توکّل تھا تو اس وجہ سے انہوں نے ایسا ہی کیا اور یہ پرواہ نہ کی کہ دریا میں میرا بچہ ڈوب بھی سکتا ہے یہ ٹوکرہ جنگلوں میں پتہ نہیں کہاں کہاں جا سکتا ہے کسی جانور کے ہتھے چڑھ سکتا ہے فرعون سے تو شاید بچے کو بچانے کی کوئی ترکیب ہو سکتی تھی دریا میں تو کوئی امکان نہیں تھا لیکن کامل توکل تھا اللہ تعالیٰ کی ذات پر اس لئے فوری تعمیل کی۔ یہ ایسا جرأت والا قدم ہے جو شاید کروڑوں میں ایک عورت بھی نہ کر سکے کہ صرف ایک خواب کی وجہ سے بچے کو دریا میں ڈال دیا بلکہ نسلوں میں بھی شاید کوئی ایسا شخص پیدا ہو جو یہ قربانی کر سکے لیکن انہوں نے کی اور اسی سے پھر حضرت موسیٰ بچے۔

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ضمن میں ہی ایک اور عورت کا بھی قربانی کا ذکر ملتا ہے جو فرعون کی بیوی تھی جس نے پھر اس دریا میں بہتے ہوئے بچے کو فرعون کو کسی طرح قائل کر کے پرورش کے لئے لے لیا۔ فرعون کی بیوی بھی ہر وقت یہ دعا کرنے والی تھی کہ اے اللہ تو شرک کی ظلمت کو دور کر دے اور سچائی کو دنیا میں قائم کر دے۔ اب دیکھیں کہ بادشاہ کی بیوی ہے ہر قسم کے آرام اور آسائش میں رہنے والی ہے اور پھر فرعون جیسے شخص کے ساتھ رہنے والی ہے جو اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے مقابل پر کھڑا کرتا تھا لیکن فطرت کی نیکی اور جرأت اور اللہ تعالیٰ سے تعلق نے ایسے حالات کے باوجود انہیں سب چیزوں کو ٹھکرا کر خدائے واحد کی حکومت قائم کرنے کا درد پیدا کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بھی اس عمل کو سراہا اور ایسا مقام عطا کیا کہ قرآن کریم میں اس کا ذکر کر دیا۔ اب یہ دونوں عورتیں بھی ایک مذہب کی بنیاد رکھنے میں کردار ادا کرنے والی تھیں۔

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے بھی بڑی قربانیاں کیں اپنے بیٹے کو صلیب پر لٹکتے دیکھا اور بڑی جرأت سے یہ نظارہ دیکھا۔ شاید ہی کوئی ماں ہو کوئی عورت ہو جو یہ نظارہ اس طرح دیکھ سکے اور قربانی کے لئے تیار ہو۔ غرض کہ مذہب کی تاریخ نے عورت کے مقام اور قربانیوں کو محفوظ کیا ہے۔

پھر اسلام کی تاریخ میں ہم مزید یہ دیکھتے ہیں کہ حضرت خدیجہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی وحی سے لے کر جب آپ نے دعویٰ کیا اور آپ کی مخالفت شروع ہوئی تیرہ سال تک شدید تکالیف میں آپ کا ساتھ دیا۔ ایک امیر ترین عورت جس نے نہ صرف اپنی تمام دولت اپنے خاوند کے سپرد کر دی بلکہ شعب ابی طالب میں سخت ترین حالات میں بھوکی پیاسی رہ کر قربانی کرتی رہیں اور یہ قربانی قریباً اڑھائی تین سال تک جاری رہی۔ اسی طرح اور مسلمان عورتیں بھی اس دَور میں تکلیف اور پریشانیوں سے گزری ہیں جن کی قربانیوں کو تاریخ نے محفوظ کیا ہے۔

پھر اگر علم و معرفت کی باتوں کا ذکر ہو تو یہ نہیں کہ عورت کو جاہل بنا دیا اور صرف مردوں کو ہی علم و معرفت کا سمجھنے والا سمجھا جاتا ہے۔ اسلام کی تاریخ نے عورت کی علم و معرفت کی باتوں کو بھی محفوظ کیا ہے۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی نے دین کا علم سیکھنا ہے تو نصف دین عائشہ سے سیکھو۔ یعنی میں نے اس کی ایسی تربیت کر دی ہے اس میں ایسی صلاحیتیں پیدا ہو چکی ہیں کہ دین کے مسائل اور خاص طور پر عورتوں کے مسائل عائشہ سے سیکھو۔ چنانچہ آج ہم دیکھتے ہیں کہ بہت ساری روایات عورتوں کے مسائل کے بارے میں بھی حضرت عائشہؓ سے ہمیں ملتی ہیں اور مردوں کی تربیت بھی حضرت عائشہؓ نے کی ہے۔ قرآن کریم کو دیکھ لیں ہر جگہ مسائل کے بیان احکامات اور انعامات میں عورت اور مرد دونوں کا ذکر ہے۔ اگر مرد کی نیکی کا ذکر ہے تو عورت کو بھی نیک کہا گیا ہے مرد کی عبادت کا ذکر ہے تو عورت کو بھی عبادت کرنے والی کہا گیا ہے۔ جنت میں مرد جائیں گے تو عورتیں بھی جائیں گی جنت میں مرد اعلیٰ مقام حاصل کریں گے تو عورتیں بھی کریں گی۔ اگر کسی نیک مرد کی وجہ سے اس کی بیوی کم نیکی کے باوجود جنت میں جا سکتی ہے تو کسی اعلیٰ قسم کی نیکیاں کرنے والی عورت کی وجہ سے اس سے کم نیکی کرنے والا مرد بھی خاوند بھی اس کی وجہ سے جنت میں جا سکتا ہے۔ جنت میں اگر اعلیٰ مقام پر مرد اپنی نیکیوں کی وجہ سے ہوں گے جیسا کہ میں نے کہا تو اسی اعلیٰ مقام پر عورتیں بھی ہوں گی۔ پھر یہ بھی روایت ملتی ہے کہ ایک عورت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ مرد ہم سے زیادہ خدا تعالیٰ کے مقرب ہیں کہ وہ جہاد میں شامل ہوں اور ہم نہ ہوں۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے تم بھی شامل ہو جاؤ۔ آپ نے انکار نہیں کیا چنانچہ جب وہ شامل ہوئیں اور اس جنگ میں مسلمانوں کی فتح ہوئی تو باوجود صحابہ کے یہ کہنے کے کہ اس نے تو اتنا حصہ نہیں لیا جنگ میں جتنا ہم نے لیا ہے اور ہم لڑے ہیں اس لئے اس کو مال غنیمت میں حصہ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں اس کو بھی مال غنیمت میں حصہ دیا جائے گا۔ پھر اس کے بعد یہ طریق بن گیا کہ مرد جب جہاد پر جائیں تو مرہم پٹی کے لئے عورتیں بھی ساتھ جائیں۔ غرض کہ عورتوں نے باہر نکل کر جہاد بھی کیا اور تمام خطرات کے باوجود مردوں کے ساتھ متفرق ذمہ داریاں ادا کرنے کے لئے جہاد میں جاتی بھی تھیں بلکہ یہ بھی روایات میں آتا ہے کہ فنون جنگ کی بھی انہوں نے تربیت حاصل کی۔ یہ سوچ ان کی تھی کہ خدا تعالیٰ کی خاطر ہم نے ہر قربانی کے لئے تیار ہونا ہے۔ دین کی اولین ترجیح تھی۔ دنیا کی خواہشات کی ان کے نزدیک کوئی حیثیت نہیں تھی۔

پس آج بھی اگر ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم نے اسلام کی تعلیم کو دنیا کے چپّے چپّے پر پھیلانا ہے تو پھر ذاتی خواہشات کی قربانیاں کرنی پڑیں گی۔ اپنے خاوندوں اور اپنے بچوں کے اندر یہ احساس پیدا کرنے ہوں گے کہ دین اول ہے اور خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا سب سے اول ترجیح ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت سب سے اوّل ہے اور باقی محبتیں بعد میں ہیں۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

صرف بڑے اور اہم لوگوں کی مثالوں کو تاریخ نے محفوظ نہیں کیا بلکہ غریب اور بے بس لوگوں کی قربانیوں کو بھی اسلام کی تاریخ نے محفوظ کیا ہے۔ مثلاً لبینہ ایک صحابیہ خاتون تھیں بنوعدی کی ایک لونڈی تھیں اسلام لانے سے پہلے عمر انہیں اتنا مارتے تھے کہ مارتے مارتے تھک جاتے تھے اور پھر دم لے کر انہیں مارنے لگ جاتے تھے۔ حضرت لبینہ سامنے سے صرف اتنا کہتی تھیں کہ عمر اگر تم نے اسلام قبول نہ کیا تو خدا اس ظلم کو بے انتقام نہیں چھوڑے گا۔ یہ توکل تھا ان کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھی۔ پھر زنیرہ ایک خاتون تھی، بنومخزوم کی لونڈی تھی اور ابوجہل نے اس بے دردی سے ان کو مارا پیٹا، منہ پر بھی مارا کہ ان کی آنکھیں جاتی رہیں، نظر ختم ہوگئی۔ اسی طرح حضرت عمار کی والدہ حضرت سمیہ جو بوڑھی تھیں ان کی ران میں اسلام دشمنی کی وجہ سے ابوجہل نے اس طرح نیزہ مارا کہ ان کے پیٹ سے باہر نکل گیا اور شہید ہوگئیں۔ غرض کہ اور بھی بیشمار واقعات ہیں مسلمان عورتوں کی قربانیوں کے۔ یہ واقعات کیوں محفوظ کئے گئے اس لئے کہ بعد میں آنے والے اپنی تاریخ جان سکیں انہیں پتا چلے کہ خدا کی خاطر اور خدا کے دین کی عظمت کی خاطر قربانیاں دینی پڑتی ہیں اور عورت اور مرد کی قربانیوں سے ہی قومیں بنا کرتی ہیں صرف مرد کی قربانی سے قومیں نہیں بنتیں نہ صرف عورت کی قربانی سے قومیں بنتی ہیں بلکہ دونوں کو قربانیاں دینی پڑتی ہیں اور ان قربانیوں سے اللہ تعالیٰ کے دین کی عظمت بھی قائم ہوتی ہے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

ہم احمدی تو اس لحاظ سے بھی خوش قسمت ہیں کہ اس زمانے میں جبکہ اسلام کی احیائے نو کا زمانہ ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا ہے تا کہ اسلام کی خوبصورت تعلیم دنیا میں پھیلائیں۔ جب آپ نے دعویٰ کیا تو مسلمانوں اور غیر مسلموں اور سب نے آپ کی مخالفت کی۔ مسلمان علماء نے آپ پر اور آپ کی جماعت پر قتل کے فتوے دیئے کہ ایک تو آپ نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے جو باقی مسلمان کہتے ہیں ہم کسی طرح ماننے کو تیار نہیں دوسرے تلوار کے جہاد کو اب اس زمانے میں غلط قرار دیا ہے تو آپ نے بڑا واضح فرمایا کہ میرا دعویٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں غیر شرعی نبی ہونے کا ہے۔ میں نے اگر نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو آپ کے غلام نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے غیر شرعی نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے آپ کی شریعت کو پھیلانے کے لئے دعویٰ کیا ہے اور اسلام کی تعلیم کو دنیا میں غالب کرنے کے لئے دعویٰ ہے اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے مسیح موعود کو نبی اللہ کہا ہے اسی طرح جہاد کا جو تصور تم پیش کرتے ہو اس کی اس زمانے میں اس لئے ضرورت نہیں ہے کہ اسلام پر حملے اب کتابوں اور لٹریچر اور دوسرے ذرائع سے ہو رہے ہیں وہی ذریعہ تم استعمال کرو اور اسلام کی خوبصورت تعلیم دنیا کو بتاؤ اور یہی آنے والے مسیح موعود کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ وہ جنگوں کا خاتمہ کرے گا۔ اور جو جہاد ہے وہ اب تبلیغ سے اور لٹریچر سے اور دوسرے میڈیا کے ذرائع سے ہوگا اور اس میں مردوں کو بھی حصہ لینے کی ضرورت ہے اور عورتوں کو بھی حصہ لینے کی ضرورت ہے۔ لیکن اس بات کو نام نہاد علماء ماننے کو تیار نہیں تھے اور اس وجہ سے انہوں نے احمدیوں پر ظلم کئے احمدیوں کو قربانیاں دینی پڑیں اور مردوں کے ساتھ عورتوں نے بھی جان مال کی قربانیاں دیں اور دین کی اشاعت کے لئے اپنے جذبات کی اور اپنی اولاد کی بھی قربانیاں دیں اپنے مال کی بھی قربانیاں دیں تا کہ اسلام کی خوبصورت تعلیم جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ذریعہ سے ہمیں ملی وہ دنیا میں پہنچے۔ آج مردوں کے ساتھ احمدی عورتوں کی قربانیوں کا ہی نتیجہ ہے کہ دنیا کے دوسو دس سے زائد ممالک میں احمدیت اور حقیقی اسلام کا پیغام پہنچ چکا ہے۔ آج اسلام کو اگر پرامن مذہب کے نام پر کہیں دنیا میں جانا جاتا ہے تو وہ احمدیت کی وجہ سے ہے۔ پس آپ لوگ جو آج یہاں میرے سامنے بیٹھی ہیں اس بات کو یاد رکھیں کہ آپ لوگوں کا یہاں آنا بھی احمدی مردوں اور عورتوں کی قربانی کی وجہ سے ہے۔ احمدیت کا دنیا میں پھیلنا دنیا میں رہنے والی عورتوں اور مردوں کی قربانی کی وجہ سے ہے خاص طور پر جن جگہوں پر جن ملکوں میں احمدیوں پر ظلم ہو رہے ہیں وہاں احمدی مردوں اور عورتوں دونوں نے قربانیاں دی ہیں۔ آپ لوگوں کا یہاں آنا ان عورتوں کی قربانی اور دین کی حفاظت کی وجہ سے ہے اور اب تک یہ قربانیوں کا سلسلہ چل رہا ہے بعض ایسی ایسی قربانیاں ہیں عورتوں کی کہ قرون اولیٰ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ بعض مثالیں میں عورتوں کی قربانیوں کی پیش کروں گا حیرت ہوتی ہے ان قربانیوں کو دیکھ کر۔ صرف پاکستان میں ہی نہیں دنیا میں مختلف جگہوں پر یہ سلسلہ جاری ہے دین کو دنیا پر مقدم کرنے اور دین کی خاطر اپنے خاندانوں اور اپنے بچوں تک کی پرواہ نہ کرنے تک کی مثالیں ہیں۔ اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرنے کی مثالیں ہیں مثلاً ڈاکٹر نورین صاحبہ تھیں پاکستان میں جن کی عمر صرف 28 سال تھی اور ان کے خاوند ڈاکٹر شیراز 37 سال کے تھے۔ دونوں اپنے اپنے فیلڈ میں میڈیکل کی فیلڈ میں شعبہ میں ماہر تھے ملتان میں انہیں صرف اس لئے شہید کیا گیا کہ یہ دونوں امام وقت کو ماننے والے تھے ظالمانہ طریق پر ان کا گلا گھونٹ کر مارا گیا۔ پھر 2010ء میں جب دارالذکر اور ماڈل ٹاؤن میں ہماری مساجد پر حملے ہوئے ہیں بڑی تعداد میں احمدی شہید کئے گئے تو بعض نوجوان بچے بھی اس راہ میں قربان ہوئے اور اس پر ماؤں کے ردّ عمل یہ تھے کہ ہم ہر قربانی کے لئے تیار ہیں ایک ماں نے کہا کہ میں نے اپنی گود سے جواں سال بیٹا خدا کی گود میں رکھ دیا۔ ایک ماں باپ کا اکلوتا بیٹا تھا تین بیٹیاں تھیں جو میڈیکل کالج میں پڑھتا تھا وہ شہید ہوا تو ماں باپ نے کہا کہ ہم بھی جماعت کی خاطر قربان ہونے کے لئے تیار ہیں۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

اللہ تعالیٰ آپ سب کو توفیق دے کہ ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کو پورا کرتی رہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت سب محبتوں پر غالب رہے۔ اسلام کی تعلیم کے حقیقی نمونے احمدی عورتوں میں نظر آتے ہوں۔ احمدیت کی خوبصورت تعلیم کا اظہار اپنے ہر قول و فعل سے کرنے والی ہوں۔ اور اس عملی اظہار کے ذریعہ لوگوں کے دل جیتنے والی ہوں۔ احمدیت کی خاطر ہر قربانی کے لئے تیار ہوں۔ یہاں آ کر دنیا کی ہوا و ہوس کی بجائے اللہ تعالیٰ کی محبت کا جذبہ اس کے احکامات پر چلنے کا جذبہ ہر جذبے اور ہر خواہش پر حاوی ہو جائے۔ پس ان قربانی کے واقعات اور اپنی تاریخ کو صرف علمی اور وقتی حظ اٹھانے کے لئے نہ سنیں اور پڑھیں بلکہ یہ عزم کریں کہ ہم نے اپنے مقصد پیدائش کو پانا ہے اور اپنی نسلوں کو بھی اس کو حاصل کرنے والا بنانا ہے اور وہ ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت اور اللہ تعالیٰ کا حقیقی عابد بننا۔ اللہ تعالیٰ اس کی سب کو توفیق عطا فرمائے۔

... ... ... ... ... ...

[حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطاب کا مکمل متن الفضل انٹرنیشنل کی کسی آئندہ اشاعت میں طبع ہوگا۔ انشاء اللہ]

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب ایک بجکر 45 منٹ تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔

... ... ... ... ... ...

اس کے بعد ممبرات لجنہ اور ناصرات کے درج ذیل مختلف گروپس نے اپنی اپنی زبانوں میں دعائیہ نظمیں اور ترانے پیش کئے۔ غانا، گیمبیا، جمائیکا، بوزنین، انڈونیشین، سپینش، عربی، میسیڈونین، ترکش اردو اور جرمن۔

... ... ... ... ... ...

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کم عمر والے بچوں کے ہال میں تشریف لے گئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو اپنے درمیان پا کر بچوں اور ان کی ماؤں کی خوشی کی انتہا نہ تھی۔ خواتین نے پیارے آقا کا دیدار کیا۔

... ... ... ... ... ...

بعد ازاں دو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

پروگرام کے مطابق چار بجے سہ پہر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جرمن اور دوسری مختلف اقوام سے تعلق رکھنے والے مہمانوں کے ساتھ ایک پروگرام میں شرکت کے لئے مردانہ جلسہ گاہ تشریف لائے۔ ان مہمانوں کے ساتھ یہ پروگرام کچھ وقت پہلے سے جاری تھا۔

اس پروگرام میں شامل ہونے والے مہمانوں کی تعداد 1021 تھی۔ جرمنی کے مختلف شہروں سے آنے والے مہمانوں کی تعداد 525 تھی جبکہ جرمنی کے علاوہ دوسرے یورپین ممالک بلغاریہ، میسیڈونیا، البانیا، بوزنیا، Kosovo، ہنگری، کروشیا، لتھوانیا، قازخستان، تاجکستان، اسٹونیا، سلووینیا، جارجیا وغیرہ سے 320 مہمان شامل ہوئے۔

عرب ممالک سے آنے والے مہمانوں کی تعداد 93 تھی۔ جبکہ افریقہ کے 13 مہمان اور ایشین ممالک سے تعلق رکھنے والے 70 مہمان اس پروگرام میں شامل ہوئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آمد کے بعد پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم صادق علی بٹ صاحب مربی سلسلہ نے کی اور بعد ازاں اس کا جرمن زبان میں ترجمہ پیش کیا۔

بعد ازاں چار بجکر آٹھ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انگریزی زبان میں خطاب فرمایا۔ حضور انور کے خطاب کا اردو ترجمہ پیش ہے:

## جرمن مہمانوں کے ساتھ پروگرام میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب

**تشہد و تعوذ اور تسمیہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ سب پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔

کچھ عرصہ سے جرمنی اور دیگر یورپی ممالک میں دائیں بازو والی پارٹیوں نے زور پکڑا ہے۔ اس پریشان کن رجحان کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ان قوموں کے مقامی باشندے مایوسی کا شکار ہو رہے ہیں۔ وہ محسوس کر رہے ہیں جیسے انہیں نظر انداز کیا جا رہا ہے اور ان کے حقوق کی حفاظت ان کے حکمران اور حکومتیں نہیں کر پا رہیں۔ بے شک ان کی بے چینی کے بڑھنے کی ایک وجہ وہ تارکینِ وطن بھی ہیں جو حالیہ سالوں میں بہت سے یورپی ممالک میں آئے ہیں۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

جرمنی بھی اسی صورت حال کا شکار رہے، جس نے دوسرے ممالک کی نسبت پناہ گزینوں کی ایک بڑی تعداد کو قبول کیا ہے۔ بہت سے مقامی لوگ خوفزدہ ہیں کہ اس کے نتیجہ میں معاشرے میں عجیب تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ وہ محسوس کرتے ہیں کہ ان کی قوم کے وسائل غیر منصفانہ طریق پر تارکین وطن کے لئے استعمال ہو رہے ہیں۔ بہت سے لوگوں کے لیے اصل مسئلہ اسلام ہے لیکن اس کے لیے Immigrant کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ درحقیقت تارکین وطن کی کثیر تعداد مسلمانوں کی ہے جو مشرق وسطیٰ کے جنگ سے متاثرہ ممالک سے فرار اختیار کر رہے ہیں۔ پس جب دائیں بازو والے امیگریشن قوانین کے خلاف ریلی کی کال دیتے ہیں تو ان کا اصل نشانہ اسلام ہی ہوتا ہے۔ ان کا مقصد ان ممالک میں مسلمانوں کے داخلے کو روکنا ہے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

ایسے لوگ یہ نظریہ پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں کہ اسلام مغربی اقدار کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتا اور یہ کہ مسلمان مغربی معاشرے میں ضم نہیں ہو سکتے، لہٰذا یہ دوسرے شہریوں کے لیے خطرہ ہیں۔ پھر بہت سے غیر مسلم یہ یقین رکھتے ہیں کہ اسلام شدت پسندی کا مذہب ہے اور خیال کرتے ہیں کہ وہ مسلمان جو ہجرت کر کے آ رہے ہیں وہ شدت پسند اور مذہبی جنونی ہونگے، معاشرہ میں زہر پھیلائیں گے، تفریق پیدا کرینگے اور ان کی قوم کے امن اور بھلائی کو خراب کر دینگے۔ یقیناً ایسی آوازیں اس ملک میں خاص طور پر مشرقی جرمنی میں بھی سنی گئی ہیں۔ اس لیے وہاں تحریکیں چل رہی ہیں اور کوششیں ہو رہی ہیں کہ مسجد کی تعمیر نہ ہو۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

ہم احمدیہ جماعت اس قسم کی مخالفت سے محفوظ نہیں ہیں۔ جیسا کہ یہاں جرمنی میں بعض گروپس نے ہمارے خلاف سرگرم تحریکیں چلائی ہیں اور کوشش کی ہے کہ ہمیں نئی مسجد کی تعمیر سے روک سکیں۔ انہوں نے ہمارے خلاف بھی تحریک چلائی حالانکہ ہمارا ماٹو تو یہ ہے کہ 'محبت سب کے لیے، نفرت کسی سے نہیں' اور ہماری جماعت گذشتہ ایک سو تیس سال سے دنیا بھر میں پیار، محبت اور ہم آہنگی پھیلانے میں پیش پیش ہے۔ ہماری تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ جب بھی ہم نے کوئی مسجد بنائی یا کہیں ہماری جماعت قائم ہوئی تو جلد ہی ہمسایوں کے خوف ہوا میں اڑ گئے۔ وہ جو پہلے ہمیں شک کی نگاہ سے دیکھتے تھے جلد ہی ہمارے مخلص دوست اور حمایتی بن گئے۔ ساری دنیا میں ہمارے ہمسائے اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ احمدی مسلمان معاشرے میں امن پھیلانے والے ہیں۔ یہ لوگ دنیا میں امن، بھائی چارے اور خدمتِ انسانیت کا پیغام پھیلاتے ہیں۔ لیکن باقی مسلم دنیا کی سنگین صورت حال کے پیش نظر احمدیہ مسلم جماعت کو بھی اس کے نتائج بھگتنا پڑتے ہیں۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

ایک اور اعتراض جو تارکین وطن کے وسیع پیمانے پر داخلے کے خلاف لوگ کرتے ہیں یہ ہے کہ پناہ گزین افراد خواتین کو جنسی طور پر ہراساں کرنے کا زیادہ رجحان رکھتے ہیں۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ حالیہ رپورٹس کے مطابق ایک یورپی ملک میں خواتین کی عصمت دری کے واقعات یا اسکی کوشش میں ملوث افراد میں زیادہ تناسب پناہ گزینوں کا ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ اعداد و شمار کس حد تک درست ہیں، لیکن جب ایسی رپورٹس عام کی جاتی ہیں تو یہ دوسری قوموں کو بھی متأثر کرتی ہیں اور اس کے نتیجہ میں مقامی لوگوں کے خوف اور خدشات بڑھتے ہیں۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

ایک اور پوائنٹ جس پر بہت سی پارٹیاں اور سیاستدان زور دیتے ہیں یہ ہے کہ تارکین وطن کو سنبھالنے کے لیے، ان کے روزمرہ کے اخراجات اور ان کی رہائش کے لیے حکومتوں کو بہت سا خرچ کرنا پڑتا ہے، جس سے حکومتوں پر بوجھ پڑتا ہے اور بالآخر اس سے مقامی ٹیکس دہندگان متأثر ہوتے ہیں۔ وہ مقامی لوگ جو ایک ملک میں رہتے ہیں اور ٹیکس دیتے ہیں وہ یہ پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ کیا یہ درست ہے کہ ان کے ٹیکس کا روپیہ بجائے ان کی فلاح و بہبود کے منصوبوں پر لگانے کے بیرونی پناہ گزینوں کو سیٹل کرنے پر خرچ کر دیا جائے؟ میں اس بحث میں نہیں پڑتا کہ یہ حقیقی مسائل ہیں اور تشویش کی اصل وجوہات ہیں، لیکن اگر انہیں عقلمندی سے حل نہ کیا گیا تو معاشرے میں تناؤ بڑھے گا۔ بلاشبہ جب بھی بڑے پیمانے پر ہجرت ہوتی ہے تو وہاں امن و امان کے مسائل جنم لیتے ہیں۔ یقیناً پناہ گزینوں میں ایسے بھی پوشیدہ عناصر ہوں گے جو بہت بڑے نقصان کا باعث بن سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر کچھ دن پہلے جرمنی میں مقیم ایک خاتون پناہ گزین کا انٹرویو لیا گیا۔ یہ عراق میں اغواء کی گئی تھی اور لونڈی بنا کر رکھی گئی تھی۔ اس نے بتایا کہ اسے کس قدر خوف اور دھچکا لگا جب اس نے دیکھا کہ اسے اغواء کرنے والا بھی جرمنی میں آزاد گھوم پھر رہا ہے اور وہ دہشت گرد تنظیم کا رکن جرمنی میں ظلم و تعدی کا شکار ہونے والوں کی آڑ میں داخل ہوا ہے۔ یہ وہ بات ہے جس کے متعلق میں پہلے بھی خبردار کر چکا ہوں۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ ہر کیس کو انفرادی لحاظ سے جانچا جائے اور اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ کوئی شدت پسند دہشت گرد پناہ گزینوں کے روپ میں ہرگز داخل نہ ہونے پائے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

بہرحال اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلم ممالک سے وسیع پیمانے پر ہجرت کا خوف کچھ حد تک منصفانہ ہے۔ لیکن ایک منصف مزاج، عقلمند شخص کے لیے ضروری ہے کہ وہ تصویر کے دونوں رخ دیکھے اور مسلمانوں اور اسلام کے متعلق کوئی رائے جلد بازی میں قائم نہ کرے۔ صرف اس وجہ سے کہ کوئی شخص اسلام کو شدت پسندی کا مذہب کہتا ہے یا یہ دعویٰ کرتا ہے کہ تمام مسلمان دہشت گرد ہیں، تو اس کا یہ دعویٰ اپنے اندر کوئی سچائی نہیں رکھتا، بلکہ یہ ضروری ہے کہ تمام حقائق کا حکمت و دانائی سے مکمل جائزہ لیا جائے۔ لہٰذا قبل اس کے کہ یہ نتیجہ قائم کر لیا جائے کہ اسلامی تعلیمات شدت پسندی کا عنصر اپنے اندر رکھتی ہیں، آپ کو چاہیے کہ اس کی مکمل تحقیق کر لیں اور دیکھیں کہ آخر سچ کیا ہے؟ اس کا جائزہ لیں کہ کیا چند نام نہاد مسلمانوں کا شر واقعی اسلامی تعلیمات کی وجہ سے ہے؟ سوچیں کہ کیا واقعی اسلام شدت پسندی کی اجازت دیتا ہے یا پھر ان لوگوں کے لئے سخت سزا تجویز کرتا ہے جو نفرت اور فساد پھیلاتے ہیں؟ کیا اسلام مسلمانوں کو مذہب کے نام پر ملکی قانون کو توڑنے کی اجازت دیتا ہے؟ اسلام مسلمانوں سے معاشرتی حسن سلوک کے بارہ میں کیا توقعات رکھتا ہے؟ کیا اسلام یہ کہتا ہے کہ ریاست پر بوجھ بنو یا پھر سخت محنت کرنے کی حوصلہ افزائی کرتا ہے اور ملک سے وفاداری اور معاشرے کی بہتری کیلئے مثبت کردار ادا کرنے کا کہتا ہے؟

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

اگر یہ ثابت ہو جائے کہ وہ مسلمان جو غلط کام کرتے ہیں وہ اسلام سے متأثر ہو کر ایسا کرتے ہیں تو پھر شاید یہ کہنا ٹھیک ہو کہ دائیں بازو والوں کے خدشات درست ہیں۔ لیکن اگر ایسے نام نہاد مسلمانوں کے اعمال کا اسلام سے دور کا بھی تعلق نہ ثابت ہوا تو پھر ان کے پاس کیا جواز ہوگا؟ کون ذمہ دار ہوگا اگر یہ ثابت ہوا کہ اسلام مخالف پارٹیاں صرف نفرت انگیز خرافات پھیلا رہی ہیں جن کی بنیاد حقائق کی بجائے صرف تصورات پر ہے؟

اس مختصر وقت میں میں کچھ نکات پیش کروں گا، مجھے امید ہے کہ اس سے آپ کو کچھ سوالات کے جواب جاننے میں مدد ملے گی اور آپ اصل اسلامی تعلیمات کے مغز کو سمجھ سکیں گے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

سب سے پہلے اسلام کا بنیادی اصول یہ ہے کہ جہاں انسان امن سے رہتا ہے وہاں اس پر فرض ہے کہ وہ دوسروں کے لئے بھی امن اور تحفظ کو یقینی بنائے۔ لوگ اکثر ان جنگوں کا ذکر کرتے ہیں جو اسلام کے ابتدائی زمانے میں لڑی گئیں اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اسلام ایک خون بہانے والا مذہب ہے جو جبر اور زبردستی کی اجازت دیتا ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں نے ابتدائی تیرہ سال تک مسلسل انتہائی بہیمانہ ظلم و ستم برداشت کیا اور کسی قسم کی کوئی جوابی کارروائی نہیں کی۔ تب جا کر اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے دفاع کی اجازت دی۔ اس اجازت کا ذکر قرآن مجید کی سورۃ حج کی آیات 40 اور 41 میں ہے، جن کی ابھی میری تقریر سے پہلے آپ کے سامنے تلاوت کی گئی ہے۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ان لوگوں کو جن پر ظلم و ستم کیا گیا اور گھروں سے نکالے گئے، اجازت دی گئی ہے کہ وہ مزید ظلم و ستم کا شکار ہونے سے اپنے آپ کو بچائیں۔ تاہم قرآن مجید مزید بیان کرتا ہے کہ اگر مسلمانوں نے اپنے مذہب کا دفاع نہ کیا تو پھر کلیسا، مندر، راہب خانے، مساجد اور تمام عبادت گاہیں بھی خطرے کا شکار ہو جائیں گی۔ اس لئے یہ اجازت تمام لوگوں کے حقوق قائم کرنے کے لئے دی گئی تا کہ وہ آزادی سے اپنے مذہب کی تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کر سکیں۔

قرآن مجید میں سورۃ یونس آیت 100 میں اللہ تعالیٰ پیغمبرِ اسلام ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ اگر وہ چاہتا تو اپنی مرضی سب پر مسلّط کر دیتا اور تمام لوگوں کو مجبور کر دیتا کہ وہ اسلام قبول کریں، لیکن اس کے برعکس اللہ تعالیٰ نے آزادیٔ مذہب کو فوقیت دی۔ اسی طرح سورۃ کہف آیت 30 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مسلمانوں کو کھلے عام اپنا پیغام پہنچانا چاہیے اور یہ اعلان کرنا چاہیے کہ اسلام سچا مذہب ہے لیکن اس کے ساتھ یہ بھی فرما دیا کہ ہر کوئی آزاد ہے چاہے تسلیم کرے یا انکار کر دے۔ آیتِ کریمہ یہ کہتی ہے کہ جو ایمان لائے یا کفر کرے اسے آزادی ہے۔ اسی طرح قرآن مجید ان غیر مسلموں کی طرف اشارہ کرتا ہے جو تسلیم کرتے ہیں کہ اسلام ایک پرامن اور احسان کرنے والا مذہب ہے لیکن پھر بھی وہ ایمان لانے سے انکار کر دیتے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ امن اور بھائی چارہ کا راستہ اپنانے سے ان کے دنیاوی مفادات کو نقصان پہنچے گا۔ اسی طرح قرآن مجید کی سورۃ قصص آیت 58 میں بیان ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اگر وہ تمہاری ہدایت کی پیروی کریں تو وہ اپنی زمین پر سے اچک لئے جائیں گے۔

یہ اسلام کی اصل تعلیم ہے۔ یہ ہر مسلمان سے تقاضا کرتی ہے کہ وہ امن سے معاشرے میں رہے اور اس کی بہتری کے لئے مثبت حصہ ڈالے۔ بلاشبہ وہ مسلمان جو جہاد کا دعویٰ کرتے ہیں وہ اس سے غیر مسلموں پر حملہ کرنا مراد لیں یا پھر انہیں زبردستی اسلام میں داخل کرنا، یہ نظریہ بھی بالکل باطل ہے۔ اس عمل اور ایسے عقائد کا اسلام کی تعلیمات سے کوئی بھی تعلق نہیں ہے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

ایک اور الزام جو اسلام پر لگایا جاتا ہے وہ عورتوں سے سلوک کے بارہ میں ہے۔ کچھ غیر مسلم یہ خوف رکھتے ہیں کہ اگر مسلمانوں نے مغرب کی طرف ہجرت کی تو وہ مقامی خواتین کو اپنا شکار بنائیں گے اور ان سے بدسلوکی کرینگے۔ یقیناً کچھ پناہ گزین ایسے جرائم کے مرتکب بھی ہوئے ہیں

اور یہ خوف اور بے چینی ان کے ایسے بے شرم رویوں کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ یہاں میں یہ قطعی طور پر بیان کردوں کہ اگر کوئی عورت کے وقار کو مجروح کرتا ہے یا کسی بھی رنگ میں اس سے بدسلوکی کرتا ہے تو وہ اسلام کی تعلیم کے بالکل خلاف عمل کرتا ہے۔ اسلام ایسے رویے کو گناہ قرار دیتا ہے ایسے مکروہ اور بداخلاقی کے جرم کی انتہائی سخت سزا تجویز کرتا ہے۔ مثلاً اسلام کہتا ہے کہ اگر کوئی ایسے جرم کا مرتکب ہو تو اسے سب کے سامنے کوڑے لگائے جائیں۔ اس لئے اگر آپ واقعی ایسے رویہ کا قلع قمع چاہتے ہیں تو ایسے مکروہ جرم کے مرتکب مسلمان کو اسلامی قانون کے مطابق سزا دیں۔ اگرچہ مجھے یقین ہے کہ مغربی حکومتیں اس خیال سے اتفاق نہیں کریں گی، اور ہیومن رائٹس ایکٹیوسٹ توضرور اس کی مخالفت کرینگے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ پناہ گزینوں کو قبول کرنے میں ایک اور بڑا خدشہ یہ ہے کہ اس سے حکومت پر بہت زیادہ مالی بوجھ پڑتا ہے۔ اس لیے کسی پناہ گزین کو کسی ملک میں استحقاق کے نظر سے داخل نہیں ہونا چاہیے بلکہ اس سوچ سے داخل ہونا چاہئے کہ وہ اس ملک کے لئے کیا پیش کر سکتا ہے۔ میں پہلے بھی کئی بار یہ کہہ چکا ہوں کہ پناہ گزین اس ملک کے مقروض ہیں جس نے انہیں پناہ دی ہے۔ انہیں متعلقہ حکومت اور عوام کا شکر گزار ہونا چاہیے اور اس کے عملی اظہار کے طور پر انہیں اپنا وقت صرف میزبان ملک سے فوائد اور الاؤنسز لیتے ہوئے ضائع نہیں کرنا چاہیے بلکہ جتنی جلدی ہو سکے انہیں معاشرے کا مفید وجود بننا چاہیے۔ انہیں اپنا روزگار حاصل کرنے کے لئے بھرپور محنت اور کوشش کرنی چاہیے۔ انہیں کام کرنا چاہئے خواہ بالکل معمولی کام ہی کیوں نہ ملے۔ اس سے نہ صرف ان کی عزت اور وقار قائم رہے گا بلکہ اس سے متعلقہ حکومت پر بوجھ بھی کم ہوگا اور مقامی لوگوں کی بے چینی بھی ختم ہوگی۔ ہر مسلمان کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ پیغمبرِ اسلام ﷺ نے فرمایا ہے کہ دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہت بہتر ہے۔ بہت سے مواقع پر صحابہ رسول ﷺ کی لوگوں نے مدد کی کوشش کی لیکن انہوں نے انکار کر دیا اور زیادہ پسند کیا کہ وہ خود کما کر کھائیں۔ اگر پناہ گزینوں کو معمولی کام بھی دیا جائے جو ان کی قابلیت سے کمتر ہو تب بھی وہ کام کرنا چاہئے بجائے اس کے کہ حکومت ہی ان کی تمام ضروریات کو پورا کرتی رہے۔ اگر وہ بوجھ ہی بنے رہیں تو پھر معاشرے میں مثبت حصہ نہیں ڈال سکتے، بلکہ بے چینی بڑھانے کا موجب بنتے رہیں گے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

اس کے علاوہ اگر حکومت پناہ گزینوں کو کچھ فوائد اور مالی مدد فراہم کرتی ہے تو انہیں اس بات کو یقینی بنانا چاہیے کہ اس سے مقامی لوگوں کی ضروریات زندگی نظر انداز نہ ہوں۔ کچھ ممالک میں پناہ گزین ٹیکس ادا کرنے والے باشندوں سے زیادہ مفاد حاصل کرتے ہیں۔ اس سے طبعی طور پر عوام میں بے چینی پیدا ہوتی ہے اور پھر اس کا ردّ عمل بھی ہوتا ہے۔ اس لئے ہر حکومت کو دانشمندانہ اور منصفانہ پالیسیاں بنانی چاہئیں جس میں مقامی باشندوں اور پناہ گزینوں کی ضروریات کا برابر خیال رکھا جائے بلکہ مقامی باشندوں سے پناہ گزینوں کی نسبت زیادہ بہتر سلوک ہونا چاہیے۔ کچھ دن قبل پتا چلا ہے کہ جرمن حکومت ایک نئی پالیسی بنا رہی ہے جس میں پناہ گزینوں کے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے کہ وہ جرمنی میں سیٹ ہونے سے قبل ایک سال کی کمیونٹی سروس کریں گے۔ کچھ ناقدین ابھی سے یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ یہ صرف سستی مزدوری لینے کا بہانہ ہے ورنہ اس سے integration کے عمل میں کوئی مدد نہیں ملے گی۔ جبکہ میرے خیال میں کوئی بھی جو اپنے معاشرے کی خدمت کر رہا ہے وہ اس خدمت کے ذریعہ اس معاشرے میں integrate ہو رہا ہے۔ یقیناً کمیونٹی سروس ایک مثبت ٹرم ہے کیونکہ اس سے یہ توجہ پیدا ہوتی ہے کہ معاشرے کی خدمت ہر شخص کا فرض ہے۔ اس لئے جرمن حکومت اس پالیسی پر تنقید کی بجائے تعریف کی مستحق ہے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

صرف میزبان حکومت کی ہی ساری ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ تمام کمیونٹی سروسز مہیا کرے بلکہ اسے پناہ گزینوں کی اس طرح تربیت کرنی چاہیے کہ وہ جتنی جلدی ہو سکے معاشرے کا مفید وجود بن سکیں۔ اگر پناہ گزینوں کے پاس روزگار کے لئے مناسب قابلیت نہیں ہے تو انہیں اس کی تربیت اور اپرنٹسز فراہم کرنے چاہئیں تا کہ وہ جلد از جلد قابلیت حاصل کر سکیں۔ ان کی تربیت کے لئے جو خرچ بھی ہوگا وہ ملک وقوم کے مستقبل کے لئے ایک قیمتی سرمایہ کاری ہوگی۔ جہاں تک سیکیورٹی کا پہلو ہے تو جن پناہ گزینوں کے متعلق یا ان کے ماضی کے بارہ میں کوئی شک ہو تو حکام کو ان کے بارہ میں چوکس رہنا چاہیے اور ان کی مسلسل نگرانی ہونی چاہیے یہاں تک کہ تسلی ہو جائے کہ وہ اب معاشرے کے لئے کسی قسم کے خطرے کا باعث نہیں رہے۔ کچھ اسے دوسروں کے ذاتی معاملات میں مداخلت کرنے والی پالیسی خیال کرینگے لیکن معاشرے کو خطرات سے بچانا اور قوم کی سیکیورٹی اور تحفظ کو یقینی بنانا کسی بھی حکومت کی سب سے بڑی ذمہ داری ہے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

یقیناً اگر کوئی پناہ گزین شرارت یا فساد کی نیت سے آتا ہے تو وہ اسلام کی تعلیمات کے خلاف عمل کرتا ہے۔ قرآن مجید میں سورۃ بقرہ آیت 192 میں آتا ہے اگرچہ قتل کرنا یقیناً ایک گھناؤنا جرم ہے لیکن بدامنی اور نفرت پھیلانا اس سے بھی بڑا جرم ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کسی کو قتل کرنا کوئی معمولی جرم ہے بلکہ یہ زور دینا مقصود ہے کہ معاشرے میں نفرت اور بدامنی پھیلانا زیادہ خطرناک ہے اور بالآخر یہ اشتعال انگیزی معاشرے کو بہت زیادہ نقصان پہنچاتی ہے۔ یہ ایسے اختلافات اور جنگوں کا باعث بنتی ہے جس کا نشانہ بہت سے معصوم انسان بنتے ہیں اور ظلم وستم کا شکار ہوتے ہیں۔ پیغمبرِ اسلام حضرت محمد ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ سچا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے باقی لوگ محفوظ رہیں۔ پھر یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ اسلام ایسا مذہب ہے جو تشدد اور شدت پسندی کو فروغ دیتا ہے؟ یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ اسلام معاشرے میں بدامنی پھیلاتا ہے؟ کوئی کیسے یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ اسلام عورت کے وقار کو مجروح کرتا ہے؟ یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ اسلام اپنے ماننے والوں کو اجازت دیتا ہے کہ وہ دوسروں کے مال و دولت پر قبضہ کر لیں؟ جو کوئی بھی ان جرائم کا مرتکب ہوگا، چاہے وہ اس کا جواز اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں پیش کرے یا نہ کرے، وہ اس کی تعلیمات سے کوسوں دور ہے اور اپنی زیادتیوں کا خود ذمہ دار ہے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

اسلام ہر معاملہ میں مسلمانوں سے دیانتداری کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کی توقع رکھتا ہے۔ مثلاً قرآن کریم کی سورۃ بقرہ آیت 189 میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو نصیحت فرماتا ہے کہ وہ کبھی دولت دھوکہ دہی سے حاصل نہ کریں بلکہ تعلیم دی گئی ہے کہ ہر حال میں دیانت داری اختیار کریں کہ ہر کوئی ان پر اعتبار کر سکے اور سچ کے اعلیٰ معیار قائم کریں۔ اسی طرح سورۃ مطففین کی آیات 2 تا 4 میں مسلمانوں کو سکھایا گیا ہے کہ تجارت اور کاروبار میں انصاف سے کام لیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لوگ جب لیتے ہیں تو پورا وزن تول کر لیتے ہیں اور جب دیتے ہیں تو کم وزن تولتے ہیں۔ وہ لوگ جو کاروبار میں اپنے فائدہ کے لئے دوسروں کا استحصال کرتے ہیں ان کے لئے ہلاکت ہے اور وہ آخرکار خائب وخاسر ہونگے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

سچ یہ ہے کہ اسلام نے معاشرہ کو ہر قسم کے ظلم اور ناانصافی سے محفوظ بنا دیا ہے۔ اسلام ہر فردِ معاشرہ کے جان و مال کی حفاظت کرتا ہے۔ اس لئے یہ بہت دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ لوگ پھر بھی حضرت محمد ﷺ کی ذاتِ مبارک پر الزامات لگاتے رہتے ہیں حالانکہ آنحضرت ﷺ نے معاشرہ میں ایک منفرد روحانی اور اخلاقی انقلاب برپا کیا۔ تاریخِ انسانیت میں ہمیں کہیں ایسی اعلیٰ اخلاقی اقدار کی مثالیں نہیں ملتیں جیسی ابتدائی مسلمانوں نے قائم کیں۔ وہ دوسرے سے فائدہ نہیں اٹھاتے تھے بلکہ اس بات کو یقینی بناتے تھے کہ دوسرے فریق کے حقوق متأثر نہ ہوں۔ مثال کے طور پر ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کے ایک صحابیؓ اپنا گھوڑا دوسو دینار کے عوض بیچنے بازار گئے۔ ایک اور صحابیؓ وہ گھوڑا خریدنے کے لئے آئے تو انہوں نے پہلے صحابیؓ سے کہا کہ دوسو دینار اس گھوڑا کی قیمت بہت کم ہے اور اس کی اصل قیمت پانچ سو دینار ہونی چاہیے۔ پھر کہا کہ وہ کوئی خیرات نہیں لینا چاہتے، دستور کے مطابق سودا کرنا چاہتے ہیں اور پانچ سو دینار ہی دیں گے۔ اس پر گھوڑا بیچنے والے صحابیؓ نے کہا کہ میں بھی کوئی خیرات نہیں لینا چاہتا اس لئے میں بھی اس کی مناسب قیمت دوسو دینار ہی لوں گا۔ لہٰذا ان کی بحث بجائے اپنا فائدہ سوچنے کے، دوسرے کے حقوق ادا کرنے کے لئے تھی۔ تصور کریں کہ اگر معاشرہ کے تمام افراد اس طرح زندگی بسر کریں تو وہ معاشرہ کتنا خوشحال ہوگا۔ ایسا معاشرہ جس میں ہر کوئی اپنے نفس کے فائدہ کی بجائے سب کی بھلائی کے لئے کام کر رہا ہوگا۔ دوسرے الفاظ میں یہ حقیقی اسلامی معاشرہ ہوگا۔ اگر کوئی یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ اسلام کیا پیش کرتا ہے تو اسے ایسی بہترین مثالوں کو دیکھنا چاہیے نہ کہ ایسے لوگوں کو جو خود تفریق کا شکار ہیں اور ناانصافی کرتے ہوئے عدم برداشت کو اسلام کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

وقت کا تقاضا ہے کہ ہم سب، مسلمان اور غیر مسلم اپنے اعمال کے نتائج پر غور کریں۔ آج ہم بڑے فخر سے دنیا کے گلوبل ویلج اور تیز تر سفری سہولیات کا ذکر کرتے ہیں لیکن ان ترقیات کے ساتھ ساتھ ہمیں یہ بھی احساس ہونا چاہیے کہ دنیا کے بارہ میں ہماری ذمہ داری اب پہلے سے بہت بڑھ گئی ہے۔ جہاں کہیں بھی لوگ اپنے وطن میں ظلم وستم اور بربرّیت کا شکار ہوتے ہیں تو بین الاقوامی کمیونٹی کو چاہیے کہ ان کی مدد کریں۔ ترجیح اس بات کو دینی چاہیے کہ محارب گروہوں میں صلح کروا کر دیرپا امن قائم کیا جائے۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو پھر ہمیں اپنے دل ان لوگوں کے لئے وسیع کرنے چاہئیں جو واقعی متأثرہ ہیں۔ ایسے حقیقی پناہ گزینوں کو جو بلاوجہ ظلم وتعدی کا شکار ہوئے ہیں ہرگز ردّ نہیں کرنا چاہیے۔ کسی معاشرہ کو یہ اختیار نہیں ہونا چاہئے کہ ان معصوم لوگوں کو دھتکارے جو صرف پرامن طریقہ پر زندگی گزارنا چاہتے ہیں اور اس ملک کے قانون کی پاسداری کرنا چاہتے ہیں جس میں وہ رہتے ہیں۔ بلکہ جن کی زندگیاں تباہ ہوگئیں، جنہیں تکالیف پہنچائی گئیں، جو بے کس اور بے یارو مددگار ہیں، ہمیں ان کی مدد کے لئے ہاتھ بڑھانا چاہیے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

آئیں ہم انسانیت کو قائم کریں! آئیں ہم اپنی محبت وشفقت ظاہر کریں! آئیں ہم ان کی مدد کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں اور بوجھ بانٹیں جنہیں اس کی اشد ضرورت ہے! دوسری طرف مہاجرین کی بھی نئے ملکوں میں ذمہ داریاں ہیں۔ ان کا فرض ہے کہ اپنے نئے معاشرہ کے لئے مفید کام کریں اور اس میں integrate ہونے کی پوری کوشش کریں۔ انہیں الگ تھلگ نہیں رہنا چاہیے اور نہ ہی مقامی لوگوں سے تعلق توڑنا چاہیے، بلکہ اپنے نئے گھر کی بہتری اور مسلسل ترقی کے لیے کام کرنا چاہیے۔ ہمیں باہم مل کر ایسے طریق ڈھونڈنے چاہئیں، جس سے مختلف پس منظر اور ثقافتوں کے لوگ مل جل کر اکٹھے رہ سکیں۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ دنیا ایک گلوبل ویلج کی طرح ہے، اس لئے اب ہم ماضی کے ادوار میں نہیں رہ رہے جہاں اگر ایک ملک میں کچھ ہوتا تھا تو صرف وہاں کی مقامی آبادی ہی اس سے متأثر ہوتی تھی یا زیادہ سے زیادہ اس کا اثر اس کے ہمسایہ ممالک تک جاتا تھا۔ اب ہم اس وقت میں رہ رہے ہیں جہاں کسی ایک ملک میں ہونے والے فساد اور تنازعہ کے نتائج باقی ساری دنیا کو متأثر کرتے ہیں۔ اس لئے بجائے ایک دوسرے سے خوفزدہ ہونے کے ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ مسائل کو آپس میں برداشت اور محبت سے بیٹھ کر حل کریں۔ ہمارا مقصد اور ہدف اس سے کم نہیں ہونا چاہیے کہ دنیا کے ہر گاؤں، شہر اور ملک میں امن قائم ہو جائے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

احمدیہ مسلم جماعت کا ہمیشہ سے یہی نصب العین رہا ہے اور اس کے لئے ہم ہمیشہ کوشاں ہیں۔ اس کے لئے بنیادی چیز امن ہے اور اس کے لیے ضروری ہے کہ یہ پختہ عقیدہ ہو کہ ہم سب اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور اس نے ہمیں پیدا کیا ہے۔ اس طرح ہم اسے پہچانیں گے اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کریں گے۔ ہمیں یقین ہے کہ اگر انسانیت اس نتیجہ پر پہنچ جائے تو حقیقی اور دیرپا امن قائم ہو سکتا ہے۔ افسوس کہ ہم اس سے الٹ مشاہدہ کر رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرتے ہوئے ایک دوسرے کے قریب آنے کی بجائے انسان امن قائم کرنے کے لیے صرف مادی ذرائع کو استعمال کر رہا ہے۔ دن بدن انسان مذہب اور روحانیت سے دور ہوتا جا رہا ہے اور اس کے نتائج بہت خوفزدہ کر دینے والے ہیں۔ یہ میرا پختہ عقیدہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا ہی ہماری نجات کا ذریعہ اور واحد راستہ ہے جس کے ذریعہ ملکی اور بین الاقوامی سطح پر حقیقی امن قائم کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے یہ میری شدید خواہش اور دعا ہے کہ دنیا اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانے اور اس کی سچی تعلیمات کی پیروی کرے۔ آج مَیں درخواست کرتا ہوں کہ نفسانی اور سیاسی مقاصد کے حصول کی بجائے ہم بلاتمیز رنگ ونسل اور قوم کے تمام انسانوں کے حقوق ادا کریں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ انسان اور خدا کے درمیان خلیج ختم ہو جائے تب ہم دنیا میں حقیقی امن دیکھنے والے ہونگے۔ آپ سب کا بہت شکریہ۔

... ... ... ... ... ... ...

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ خطاب چار بجکر 45 منٹ تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ نے دعا کروائی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

........................(باقی آئندہ)

# جماعت احمدیہ کینیڈا کے 42 ویں جلسہ سالانہ کی مختصر جھلکیاں

## شہروں کے میئرز، وفاقی، صوبائی ممبرز، سینیٹرز، سیاسی عمائدین اور دیگر اہم شخصیات کے خطابات

## 29 ممالک کے 21 ہزار سے زائد افراد کی شرکت، 4,500 سے زائد رضا کاروں کی خدمات، مسلم اور غیر مسلموں کی بھرپور شرکت

ہدایت اللہ ہادی اور محمد اکرم یوسف

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ اس کی رحمتوں اور برکتوں کو سمیٹتے ہوئے اپنی اعلیٰ روایات کے مطابق جماعت احمدیہ کینیڈا کا بیالیسواں جلسہ سالانہ مورخہ 6 تا 8/جولائی 2018ء کو انٹرنیشنل سینٹر، ایئر پورٹ روڈ، مسس ساگا میں کامیابی کے ساتھ منعقد ہوا۔

اس جلسہ میں انتیس (29) ممالک کے نمائندوں نے شرکت کی۔ جن میں امریکہ، آسٹریلیا، یورپ کے مختلف ممالک کے علاوہ جزائر، افریقہ اور عرب ممالک بھی شامل تھے۔ الغرض دنیا کے ہر برّ اعظم سے عشّاقِ احمدیت نے اس جلسہ میں شمولیت اختیار کی۔

### جلسہ سالانہ کے انتظامات کا معائنہ

یکم جولائی 2018ء کو نماز ظہر کے بعد ایوانِ طاہر میں جلسہ سالانہ کے انتظامات کے معائنہ کی تقریب ہوئی جس میں افسران، ناظمین اور معاونین نے شرکت کی جن کی تعداد چار ہزار سے زائد تھی۔

امسال افسر جلسہ سالانہ مکرم رضوان مسعود میاں صاحب، افسر جلسہ گاہ مکرم شاہد منصور صاحب اور افسر خدمت خلق مکرم کاشف محمود دانش صاحب تھے۔

تلاوت قرآن کریم کے بعد محترم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے تقریر کی اور جلسہ سالانہ کے بعض امور کے متعلق خلفائے کرام کے ارشادات پڑھ کر سنائے اور خاص طور پر جلسہ سالانہ کے مہمانوں کے ساتھ حسنِ سلوک اور مہمان نوازی کی تلقین کی۔

### جلسہ گاہ کے انتظامات کا جائزہ

بعدہ محترم امیر صاحب نے جلسہ سالانہ کے تمام شعبہ جات کے انتظامات کا جائزہ لیا اور بعض ہدایات دیں۔ اس کے بعد افسران، ناظمین اور معاونین کے ساتھ عصرانہ ہوا۔

محترم امیر صاحب ایوانِ طاہر سے لنگر خانہ تشریف لے گئے اور وہاں کے تمام شعبہ جات کا بھی جائزہ لیا۔

جلسہ گاہ میں قرآن کریم کے موضوع پر نہایت دلچسپ، معلومات آفرین اور بہت خوبصورت نمائش تھی۔

بک سٹور میں کتب موجود تھیں جن سے احباب جماعت نے بھرپور استفادہ کیا۔

رجسٹریشن کا شعبہ باتصویر مستقل شناختی کارڈ بنا رہا تھا۔ جلسہ گاہ میں، طبی امداد، ایمرجنسی، خصوصی خدمات اور بعض دیگر شعبوں کے سٹال تھے۔ جلسہ گاہ کے بڑے ہال میں چھوٹے چھوٹے بچے احباب جماعت کو پانی فراہم کرتے رہے۔

اس بار طعام گاہیں جلسہ گاہ کے باہر تھیں۔ ان میں بزرگوں کے لئے کھانے کا علیحدہ انتظام تھا جہاں میزوں پر کھانے کی ٹرے، پانی کے جگ، گلاس، اچار اور روٹیوں کے پیکٹ رکھ دئے گئے تھے۔ ان طعام گاہوں کے باہر چائے کی سہولت موجود تھی۔

خصوصی مہمانوں کے لئے جلسہ گاہ کے اندر ہی ایک مخصوص جگہ تھی جہاں مرکز کے نمائندوں اور بعض دیگر بیرون ملک معزز مہمانوں کے لئے خاطر تواضع اور کھانے کا خصوصی انتظام تھا۔

جلسہ گاہ کے باہر کی طرف مختلف سٹال لگے ہوئے تھے۔ ان میں ہیومینٹی فرسٹ، مجلس انصاراللہ کینیڈا، مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا اور جماعت احمدیہ کینیڈا کے شعبہ مال وغیرہ کے سٹال بھی تھے۔

جلسہ سالانہ کے مبارک ایام میں جماعت احمدیہ کینیڈا کے مرکز مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو میں نمازیں التزام کے ساتھ ادا کی گئیں جن میں کثیر تعداد میں احباب و خواتین شرکت کرتے رہے۔ مسجد میں تہجد کی نماز باجماعت اور مختلف علمی اور تربیتی موضوعات پر درس باقاعدگی سے جاری رہا۔ الغرض سارا وقت ہی دعاؤں، عبادات اور ذکر الٰہی کے روح پرور ماحول میں گزرا جس کا ہر آنے والے کے دل پر نیک اثر پڑتا رہا۔

### مرکزی نمائندگان

امسال خدا تعالیٰ کے فضل سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مکرم مولانا مبشر احمد کاہلوں صاحب مفتی سلسلہ ربوہ اور مکرم سید طاہر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اشاعت برائے ایم ٹی اے پاکستان ربوہ کو مرکز کے نمائندگان کے طور پر بھجوایا۔

ان کے علاوہ بتیس (32) معزز مہمانوں نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔ جن میں لبرل پارٹی آف کینیڈا، پروگریسو کنزرویٹو اور نیو ڈیموکریٹک پارٹی کے ممبرز آف پارلیمنٹ، شہروں کے میئرز اور بعض دیگر اہم عمائدین قابلِ ذکر ہیں۔

## جمعۃ المبارک مورخہ 6 جولائی 2018ء

### نماز جمعہ

حسب روایت جلسہ سالانہ کا آغاز نماز جمعہ سے ہوا۔ ابتدا میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد فرمودہ تازہ ترین خطبہ سنایا گیا۔

مکرم مولانا خلیل احمد مبشر صاحب، مشنری انچارج کینیڈا نے خطبہ جمعہ دیا۔ آپ نے قرآن کریم، احادیث، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پُرمعارف ارشادات کی روشنی میں شادی بیاہ کے موقع پر رائج بدرسومات اور بدعات کے خلاف جہاد کی ضرورت پر خطبہ دیا۔

### پریس کانفرنس

جلسہ گاہ میں ایم ٹی اے کے سٹوڈیو میں پریس کانفرنس منعقد کی گئی جس میں مرکز کے نمائندہ مکرم سید طاہر احمد صاحب، مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا اور مکرم فرحان سلیم اختر کھوکھر صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے پریس کے نمائندوں کے سوالوں کے جوابات دیئے۔ افادۂ عام کے لئے جلسہ گاہ میں اس کی ایک ویڈیو بھی دکھائی گئی۔

### تقریب پرچم کشائی

نماز جمعہ کے بعد داخلی گیٹ کے باہر مرکزی نمائندہ مکرم مبشر احمد کاہلوں صاحب مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ ربوہ نے لوائے احمدیت اور مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے کینیڈا کا قومی پرچم لہرایا۔

### اجلاسات

اس جلسہ میں کُل چار اجلاس منعقد ہوئے۔ ہر اجلاس کا آغاز حسب روایت تلاوت قرآن کریم اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منظوم کلام سے ہوا۔

### پہلا اجلاس

سہ پہر پانچ بجے پہلے روز کے پہلے اجلاس کی صدارت مکرم مبشر احمد کاہلوں صاحب مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ ربوہ نے کی۔ آپ نے افتتاحی خطاب کرتے ہوئے جلسہ سالانہ کی برکات اور فیوض سے فائدہ اٹھانے کے موضوع پر مختصر مگر جامع تقریر کی۔ دوران خطاب آپ نے بتایا کہ آپ کی والدہ محترمہ ربوہ میں وفات پاگئیں ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ جس کی وجہ سے وہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے آج ہی ربوہ واپس جا رہے ہیں۔ اور حضور انور کے ارشاد کی تعمیل میں مکرم سید طاہر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اشاعت برائے ایم ٹی اے ربوہ پاکستان مرکز کے نمائندہ کے طور پر فرائض سرانجام دیں گے۔ اس کے بعد آپ نے اجتماعی دعا کرائی جس کے بعد جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔

مکرم سید طاہر احمد صاحب نے صدارت کے فرائض انجام دیئے۔ اس اجلاس میں چار تقاریر انگریزی میں ہوئیں جن کا اردو، فرنچ اور عربی زبانوں میں ساتھ ساتھ ترجمہ پیش کیا جاتا رہا۔

اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا کی تھی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا ”برکاتِ نظام جماعت: جان و مال اور عزت کی قربانی کے تناظر میں“۔

اس کے بعد دو معزز مہمانوں نے اپنے نیک خیالات اور جذبات کا اظہار کیا۔

معزز مہمانوں کی تقاریر کے بعد جامعہ احمدیہ کینیڈا کے طلباء مکرم باسل بٹ صاحب اور صباحت راجپوت صاحب نے مل کر ایک خوبصورت نظم پڑھی۔

خلیفہ دل ہمارا ہے خلافت زندگانی ہے

اس اجلاس کی چوتھی اور آخری تقریر مکرم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب، مشنری کینیڈا کی تھی۔ آپ نے ”خلافت۔ اتحادِ انسانیت کا ایک ذریعہ“ کے عنوان پر تقریر کی۔

ساڑھے سات بجے یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ جس کے بعد مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

## ہفتہ مورخہ 7 جولائی 2018ء

### دوسرا اجلاس

صبح گیارہ بجے شروع ہونے والے اس اجلاس کی صدارت مکرم مولانا داؤد حنیف صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ کینیڈا نے کی۔ دوسرے دن کے اس پہلے اجلاس میں پانچ تقاریر ہوئیں جن میں تین اردو اور دو انگریزی میں تھیں۔

پہلی تقریر مکرم مولانا طارق عظیم صاحب مربی وینکوور کی ”نماز اور دعا کی برکات“ کے عنوان پر تھی۔

اس کے بعد مکرم کلیم احمد ملک صاحب، سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ کینیڈا نے ”صحابہ کا عشقِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم“ کے عنوان پر تقریر کی۔

”ظلمت سے نور کا سفر“ کے عنوان سے مکرم لیاقت علی صاحب نے اردو میں بعض ایمان افروز واقعات بیان کئے۔

اس اجلاس کی تیسری تقریر مکرم مولانا ہادی علی چوہدری صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا کی تھی۔ آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کے مندرجہ ذیل شعر پر تقریر کی؛

آرہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار

اس تقریر کے بعد مالی قربانی کے متعلق ایک دستاویزی ویڈیو دکھائی گئی۔

اس اجلاس کی چوتھی اور آخری تقریر مکرم مولانا خلیل احمد مبشّر صاحب مشنری انچارج جماعت احمدیہ کینیڈا کی تھی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا ”کیا ہمارے اموال اور ہماری اولاد ہمارے لئے محض ایک آزمائش نہیں ہیں؟“

تقاریر کے بعد مکرم شیخ عبدالودود صاحب سیکرٹری اشاعت جماعت احمدیہ کینیڈا نے اردو اور انگریزی میں شائع ہونے والی نئی کتب کا تعارف پیش کیا اور ان کی بک سٹور سے خریداری کے لئے احباب کو تحریک کی۔

بعد ازاں چند اعلانات ہوئے۔ جس کے بعد دوپہر کا کھانا اور نمازیں ادا کی گئیں۔

### تیسرا اجلاس

سہ پہر ساڑھے تین بجے اس اجلاس کی صدارت مکرم مولانا خلیل احمد مبشّر صاحب مشنری انچارج جماعت احمدیہ کینیڈا نے کی۔ دوسرے دن دوسرے اجلاس میں تمام تقاریر انگریزی میں ہوئیں۔ اور بعض معزز مہمانوں نے خطاب کئے۔

مکرم سلیم فرحان اختر کھوکھر صاحب، نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے Pathway to Peace کا تفصیلی تعارف کروایا اور احباب جماعت کو اس کی تحریک کی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسہ سالانہ کے اغراض و مقاصد بیان کرتے ہوئے ایک غرض یہ بیان فرمائی کہ:

”جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اس جلسہ میں اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے گی۔“

(آسمانی فیصلہ، روحانی خزائن، جلد 4، صفحہ 352)

چنانچہ اس موقع پر دوران سال 15 جولائی 2017ء سے 30 جون 2018ء تک وفات پا جانے والے احباب کے لئے محترم شاہد منصور صاحب افسر جلسہ گاہ نے دعائے مغفرت کی تحریک کی۔

اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم فرحان اقبال صاحب مربی آٹواہ کی تھی۔ آپ کی تقریر کا عنوان ”دورِ حاضر کے

بڑھتے ہوئے معاشرتی مسائل اور اُن کا حل'' تھا۔

## تقریب تقسیم اسناد و علمِ انعامی

جلسہ سالانہ کے موقع پر حسب روایت جماعت کی ذیلی تنظیموں مجلس خدام الاحمدیہ، مجلس اطفال الاحمدیہ 2016-2017ء اور مجلس انصار اللہ 2017ء کی حسن کارکردگی کی بنا پر علمِ انعامی اور تقسیم اسناد کی تقریب منعقد ہوئی۔

عَلمِ انعامی کی مجلس خدام الاحمدیہ سسیکاٹون نارتھ۔ پریری ریجن اور مجلس اطفال الاحمدیہ سیسکاٹون نارتھ۔ پریری ریجن مستحق قرار پائیں۔ ریجنل سطح پر مجلس خدام الاحمدیہ مقامی ریجن اول، یارک ریجن دوم، پریری ریجن سوم، اور مجلس اطفال الاحمدیہ مقامی ریجن اول، پریری ریجن دوم اور جی ٹی اے سینٹر ریجن سوم قرار پائے۔

اسی طرح مجلس انصار اللہ ایری ویلیج۔ ویسٹن ریجن عَلمِ انعامی کی مستحق قرار پائی۔ جب کہ ریجنل مجالس میں مجلس انصار اللہ پیس ویلیج مقامی اوّل، ویسٹن دوم اور کیلگری سوم قرار پائیں۔

ذیلی تنظیموں میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی مجالس کو عَلمِ انعامی اور ریجنل سطح پر اول دوم سوم آنے والوں کو مرکز کے نمائندہ خصوصی مکرم سید طاہر احمد صاحب، ایڈیشنل ناظر اشاعت برائے ایم ٹی اے ربوہ پاکستان نے اسناد عطا کیں۔

## سر ظفر اللہ خان رضی اللہ عنہ ایوارڈ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے کینیڈا جماعت نے 2012ء سے سر محمد ظفر اللہ خان رضی اللہ عنہ ایوارڈ کا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے۔

اس ایوارڈ کے مستحق ایسے احباب قرار پاتے ہیں جنہوں نے انسان دوستی اور امن پسندی کے حوالہ سے گرانقدر طویل خدمات سرانجام دی ہوں۔

امسال اس ایوارڈ کی تقریب میں سیسکاٹون کے سابق وزیر اعلیٰ عزت مآب Brad Wall کو ان کی گراں قدر طویل خدمات کے پیش نظر سر ظفر اللہ خاں رضی اللہ عنہ ایوارڈ دیا گیا۔ چونکہ وہ اس تقریب میں شرکت نہیں کر سکے اس لئے انہوں نے اپنے ویڈیو پیغام میں اپنے قلبی جذبات کا اظہار کیا اور جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا۔

بعد ازاں مکرم محمد آصف افضل خاں صاحب سیکرٹری امور خارجہ نے Parliamentary Friends Association Award کا تعارف کروایا اور بتایا کہ اب تک ساٹھ سے زائد ممبران پارلیمنٹ اس میں شامل ہو چکے ہیں۔

## معزز مہمانوں کے خطابات

جلسہ سالانہ کے موقع پر، وفاقی وصوبائی وزراء، پارلیمنٹ کے اراکین، Members of Legislative Assembly شہروں کے میئرز، کونسلرز، سابقہ ممبرز آف پارلیمنٹ، سینیٹر، مختلف تنظیموں کے نمائندوں، دانشوروں اور میڈیا وغیرہ نے شرکت کی جن کی تعداد 59 تھی۔ اور 32 معزز مہمانوں نے حاضرین سے خطاب کیا۔ جس میں انہوں نے جماعت احمدیہ کی خدمتِ انسانیت کے کاموں، امن وسلامتی، صلح و آشتی، اخوت و محبت، اخلاص و ایثار، نظم وضبط، یک جہتی اور باہمی تعاون پر شاندار خراج تحسین پیش کیا اور جلسہ سالانہ کے متعلق اپنے اچھے تاثرات کا اظہار کیا۔

معزز مہمانوں کے بعد چند عرب دوستوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عربی قصیدہ پیش کیا۔

اس اجلاس کی دوسری تقریر مکرم محمد آصف افضل خان صاحب سیکرٹری امور خارجہ جماعت احمدیہ کینیڈا کی تھی۔ آپ نے ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عدل کامل کا اعلیٰ معیار'' کے عنوان پر تقریر کی۔

تیسری اور آخری تقریر مرکزی نمائندہ مکرم سید طاہر احمد صاحب ربوہ پاکستان کی تھی۔ آپ کی تقریر کا عنوان ''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ایک عظیم الشان آسمانی نشان 1882: ذوالسنین ستارہ'' تھا۔

اجلاس برخاست ہونے کے بعد معزز مہمانوں کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔

## اتوار مورخہ 9 جولائی 2018ء

## چوتھا اور آخری اجلاس

صبح گیارہ بجے آخری اور چوتھا اجلاس شروع ہوا جس کی صدارت مکرم ملک لال خاں صاحب، امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے کی۔ اس اجلاس میں پانچ تقاریر ہوئیں۔

پہلی تقریر مکرم مولانا غلام مصباح بلوچ صاحب، پروفیسر جامعہ احمدیہ کینیڈا کی تھی۔ آپ کی تقریر کا عنوان ''شہدائے احمدیت صبر کا کوہ وقار'' تھا۔

## تقریب تعلیمی اعزازات و اسناد

ان کے بعد حسب روایت تعلیمی ایوارڈز کی تقریب منعقد ہوئی جس میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے 16 طلباء کو مرکزی نمائندہ مکرم سید طاہر احمد صاحب نے تعلیمی ایوارڈز اور اسناد عطا کیں۔

## تقریب تقسیم اسناد حفظ القرآن سکول

امسال سات بچوں نے حفظ قرآن کریم مکمل کیا۔ ان کو بھی مرکزی نمائندہ مکرم سید طاہر احمد صاحب نے اسناد عطا کیں۔

## معزز مہمانوں کے خطاب

اس اجلاس میں مختلف وقفوں کے بعد درج ذیل معزز مہمانوں نے حاضرین سے خطاب کیا۔

1. Her Worhip Bonnie Crombie - Mayor the City of Mississauga
2. Doug Downey - MPP - PC

ازاں بعد مکرم مولانا مرزا محمد افضل صاحب، مربی پیس ویلیج کی تقریر تھی۔ آپ کی تقریر کا عنوان ''بروقت شادی: دورِ حاضر کے مسائل کے مقابل ایک حصار'' تھا۔

اس اجلاس کی تیسری تقریر AdamAlexandar صاحب واقفِ زندگی کی تھی۔ آپ نے قبولیت احمدیت کے ایمان افروز واقعات پر مشتمل تقریر کی۔

## مرکز کے نمائندہ خصوصی کا تعارف

اس تقریر کے بعد مکرم امیر صاحب کینیڈا نے مرکز کے نمائندہ خصوصی مکرم سید طاہر احمد صاحب کا تعارف کروایا اور ان کی تقریر کے موضوع کی گہرائی، تاریخی اہمیت، افادیت اور بعض سائنسی تحقیقات پر مختصراً مگر جامع روشنی ڈالی۔

اس اجلاس کی آخری تقریر مرکزی نمائندہ مکرم سید طاہر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اشاعت برائے ایم ٹی اے ربوہ پاکستان کی تھی۔ آپ نے ''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ایک عظیم الشان آسمانی نشان: 1882ء کا ذوالسنین ستارہ'' کے عنوان پر اردو زبان میں تقریر کی۔ مقرر موصوف نے اسی عنوان پر اس جلسہ کے تیسرے اجلاس میں بزبان انگریزی تقریر کی تھی، افادۂ عام کے لئے اب اسے اردو میں پیش فرمایا۔

مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے جلسہ سالانہ کے مرکزی موضوع ''آسمان کی آواز سنو! مسیح آگیا! مسیح آگیا!'' کے مختلف پہلوؤں پر مختصر روشنی ڈالی۔

پھر آپ نے بتایا کہ ہمارا فرض ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے نشانات کا آپس میں، گھروں میں بکثرت ذکر کریں اس سے ہمارے ایمان تازہ ہوں گے اور اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے جرأت پیدا ہوگی۔

محترم امیر صاحب نے دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں افراد جماعت کو اپنے فرائض ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی اور بتایا کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد ہے کہ ہر ایک احمدی داعی الی اللہ بنے۔ اور امر واقع یہ ہے کہ جب ہم میں سے ہر شخص داعی الی اللہ بن جائے تب ہی ہم کینیڈا کے ہر شہری تک اسلام کا پیغام پہنچا سکتے ہیں۔

اس کے بعد امیر صاحب نے اختتامی دعا کروائی جس کے ساتھ ہی جماعت احمدیہ کینیڈا کا بیالیسواں جلسہ بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔

## جلسہ کے اعداد و شمار

اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال جلسہ سالانہ کی کل حاضری 21,119 تھی جن میں 10,086 خواتین تھیں۔ اور 29 ممالک کے لوگوں نے نمائندگی کی۔ جن کی تعداد 1,013 تھی۔

4,606 رضا کاروں نے اخلاص ومحبت اور بڑی محنت کے ساتھ خدمات انجام دیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

## سوال و جواب کی ایک دلچسپ محفل

نماز مغرب وعشاء کے بعد مسجد بیت الاسلام میں مجلس سوال وجواب منعقد ہوئی۔ جس میں مرکزی نمائندہ مکرم سید طاہر احمد صاحب کے علاوہ مکرم امیر صاحب کینیڈا، مشنری انچارج صاحب کینیڈا اور مکرم عبدالحنان سوبھی صاحب مبلغ سلسلہ نے احباب وخواتین کے سوالات کے جوابات دیئے۔

## جلسہ گاہ مستورات

مستورات کے جلسہ گاہ میں جلسہ کے دوسرے دن مورخہ 7 جولائی 2018ء بروز ہفتہ سہ پہر ساڑھے تین بجے دوسرے اجلاس میں چار تقاریر ہوئیں۔ جن میں سے دو انگریزی اور دو اردو میں تھیں۔

اس اجلاس کی صدارت محترمہ امۃ السلام ملک صاحبہ، صدر لجنہ اماء اللہ کینیڈا نے کی۔ ان کے ساتھ سٹیج پر مرکزی نمائندہ مکرم سید طاہر احمد صاحب کی اہلیہ محترمہ صاحبزادی نبیلہ امۃ النصیر صاحبہ جو بریگیڈیئر وقیع الزمان خان صاحب مرحوم کی صاحبزادی اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نواسی ہیں، اور محترمہ امۃ اللطیف ملک صاحبہ تشریف فرما تھیں۔

## تقریب تعلیمی اعزازات

جماعت احمدیہ کی روایات کے مطابق خواتین کی جلسہ گاہ میں تعلیمی ایوارڈز کی تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی 42 طالبات کو صاحبزادی نبیلہ امۃ النصیر صاحبہ (اہلیہ مکرم سید طاہر احمد صاحب مرکزی نمائندہ) نے تعلیمی ایوارڈز اور اسناد عطا کیں۔

مستورات کے جلسہ میں پہلی تقریر محترمہ مریم بٹ صاحبہ، اسسٹنٹ جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ کینیڈا کی تھی۔ آپ کی تقریر کا عنوان ''خلافت: احمدی خواتین کے لئے ایک مشعل راہ'' تھا۔

دوسری تقریر محترمہ امۃ السلام ملک صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ کینیڈا کی تھی۔ آپ کی تقریر کا عنوان ''تعلق باللہ'' تھا۔

تیسری تقریر محترمہ ڈاکٹر نگہت محمود صاحبہ کی تھی۔ آپ نے ''اکیسویں صدی میں احمدی عورت کا جہاد'' کے عنوان پر تقریر کی۔

اس اجلاس کی آخری تقریر محترمہ امۃ الرفیق ظفر صاحبہ، معاونہ صدر لجنہ اماء اللہ کینیڈا نے کی۔ آپ کی تقریر کا عنوان ''صحابیات کے ایمان افروز واقعات'' تھا۔

جلسہ سالانہ کی باقی تمام کارروائی مردانہ جلسہ گاہ سے براہ راست نشر ہوتی رہی۔

## کینیڈین میڈیا

جلسہ سالانہ کی کارروائی کینیڈین میڈیا کے بعض اخبارات نے تصاویر کے ساتھ شائع کی اور کینیڈین ٹیلی ویژن نے بھی جلسے کی چند جھلکیاں دکھائیں۔ اور Pathway to Peace کی تحریک کو غیر معمولی جگہ دی۔

سوشل میڈیا کے ذریعہ جلسہ سالانہ کی کارروائی کی تمام دنیا میں 250,000 افراد تک اور Pathway to Peace کی 450,000 لوگوں تک رسائی ہوئی۔ اور ٹورانٹو میں Twitter کے ذریعہ متعدد وفاقی، صوبائی اور مختلف شہروں کے حکام نے اس تحریک کو بہت پسند کیا اور دورِ حاضر کی اس اشد ضرورت کو محسوس کیا۔ الغرض الیکٹرانک، پرنٹ اور سوشل میڈیا پر مختلف لوگوں نے اپنے تاثرات بیان کئے۔

یہ جلسہ ہر لحاظ سے بہت کامیاب رہا اور تمام احباب وخواتین بہت اچھا تاثر لے کر اپنے گھروں کو لوٹے۔ الحمد للہ علی ذالک۔ اللہ تعالیٰ جلسہ کی جملہ برکات اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیش قیمت دعاؤں سے ہم سب کو وافر حصہ عطا کرے۔ آمین۔

☆...☆...☆


قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
**شریف جیولرز**
میاں حنیف احمد کامران
ربوہ 0092 47 6212515
28 لندن روڈ، مورڈن SM4 5BQ
0044 203 609 4712
0044 740 592 9636



**Morden Motor(UK)**
**Specialists in**
Electrical & Mechanical
**Repairs &**
**Diagnostics**, Servicing, Tyres,
Exhausts, Engines, Gear Box,
Breaks, MOT Failure work, A-C
**All Makes & Models**
Rear 22-26 Morden Hall Road,
Unit 2 Morden **SM4 5JF**
**Contact:** Nusrat Rai@ 07809119621
**E:** mordenmotor@yahoo.com

# الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ :محموداحمدملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

..........................

## مکرم پروفیسر عبدالودود صاحب

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 24/ستمبر 2012ء میں شائع ہونے والے ایک مضمون میں مکرمہ ب۔ ودود صاحبہ نے سانحہ لاہور میں شہادت پانے والے اپنے شوہر مکرم پروفیسر عبدالودود صاحب کا ذکرخیر کیا ہے۔

حضرت عبدالحمید شملوی رضی اللہ عنہ کے پوتے اور مکرم عبدالمجید عاجز صاحب کے بیٹے مکرم عبدالودود صاحب کی عمر بوقت شہادت 55 سال تھی۔ پانچ بھائیوں اور تین بہنوں میں آپ کا تیسرا نمبر تھا۔ بچپن میں انتہائی صحتمند اور خوبصورت بچے تھے، پڑھائی میں ذہین، کھیلوں کے شوقین اور دلیر۔ نوعمری میں ہی والد صاحب کا سایہ سر سے اٹھ گیا لیکن باپ کو اپنے اس بیٹے میں کچھ الگ صلاحیتیں نظر آئی تھیں اسی لئے وفات سے ایک رات پہلے آپ کو بلا کر بہت سی نصائح کیں اور خاص طور پر یہ کہا کہ میرے بعد اپنی والدہ اور بہنوں کا خیال رکھنا۔ آپ نے اس نصیحت کو ہمیشہ پلّے سے باندھے رکھا۔ والدہ محترمہ امۃاللہ بیگم صاحبہ سابقہ صدر لجنہ حلقہ مصطفیٰ آباد لاہور کی دعاؤں کو بھی اللہ تعالیٰ نے قبولیت بخشی اور کڑے حالات میں سرخرو کیا۔

محترم پروفیسر صاحب نے M.A. انگلش اور L.L.B. کیا ہوا تھا اور 23 سال سے کالج میں پڑھا رہے تھے۔ اس عرصہ میں چار شہروں میں متعیّن رہے۔ ہر جگہ آپ کے احمدی ہونے کی خبر آپ سے پہلے پہنچ جاتی لیکن آپ اپنی سادگی، ایمانداری اور بلند کردار کی وجہ سے ہر جگہ عزت سے دیکھے جاتے تھے۔ اگرچہ بعض متعصب لوگ نقصان پہنچانے کی بھی کوشش کرتے رہے بلکہ ایک پرنسپل نے تو دو مرتبہ آپ کی ACR بھی خراب کردی مگر آپ ہمیشہ یہی کہتے کہ یہ صرف جماعتی مخالفت کی وجہ سے ہوا ہے اس لئے مجھے اس کی پرواہ نہیں۔ اور قدرت کا رنگ دیکھئے کہ جتنی دیر آپ کی پروموشن کے لئے نام نہ گیا پنجاب میں پروموشن پر پابندی لگی رہی اور آپ کا کچھ نقصان نہ ہوا۔

آپ نے دینی خدمات کا شوق ورثہ میں پایا تھا۔ خدام الاحمدیہ میں لمبا عرصہ زعیم حلقہ رہے اور 1992ء سے لے کر 2001ء تک صدر حلقہ مصطفیٰ آباد رہے۔

نماز اور تلاوت کی عادت آپ کو بچپن سے والدہ نے ڈالی تھی جو تلاوت کے بغیر ناشتہ نہ دیتیں۔ کچھ عرصہ سے قرآن کریم لفظی ترجمہ سے بھی سیکھنا شروع کیا ہوا تھا۔ چنانچہ آپ فجر پر معمول کی تلاوت کرتے، ظہر کے بعد ترجمہ یاد کرتے اور مغرب کے بعد زبانی مجھے سناتے اور میرا سبق خود سنتے اس طرح 16 پارے سیکھ لئے تھے۔ پھر بچوں کا سبق سنا جاتا اور آخر میں حدیث کا درس ہوتا۔

آپ ایک دعاگو انسان تھے اور میرے دل میں یہ یقین تھا کہ اگر آپ میرے لئے دعا کریں گے تو وہ جلد قبول ہوگی۔ بارہا مجھے اس کا تجربہ بھی رہا کہ میں کسی تکلیف میں تھی اور آپ نے دعا پڑھ کر مجھ پر پھونکا اور مجھے پتہ ہی نہیں چلا کہ کیسے تکلیف ختم ہوگئی۔

آپ کی شہادت سے ایک ماہ قبل ہمارے ایک بیٹے کا سالانہ امتحان تھا۔ کمپیوٹر کا پیپر تھا تو آپ کو اچانک ایک جنازہ کے ساتھ ربوہ جانا پڑ گیا۔ آپ نے مجھے کہا کہ آج یہ اپنی تیاری سے مطمئن نہیں اس کے لیے خاص دعا کرنا، مَیں بھی کروں گا۔ جب بچہ پیپر دے کر آیا تو کہنے لگا کہ درمیانہ سا پیپر ہوا ہے۔ شام کو آپ کی واپسی ہوئی تو مَیں نے آپ کو یہ بات بتادی مگر آپ نہایت یقین سے کہنے لگے کہ انشاءاللہ اس پرچہ میں اس کے سب پرچوں سے زیادہ نمبر آئیں گے۔ اور واقعی ایسا ہی ہوا۔

گھر میں آپ کی موجودگی میں زیادہ تر MTA چلتا۔ آپ کے پسندیدہ پروگراموں میں خطبہ جمعہ کے علاوہ سیرت النبی ﷺ اور سیرت صحابہؓ پر تقاریر تھیں جب بھی یہ تقاریر سنتے آپ کی آنکھوں میں آنسو آجاتے۔ سیر کرتے ہوئے تسبیحات پڑھتے رہتے۔

خلافت سے محبت کا خاص تعلق تھا۔ خطبہ جمعہ بچوں کے ساتھ بیٹھ کر سنتے اور خلافت سے خاص تعلق رکھنے کی نصیحت کرتے۔ 1974ء میں حضرت خلیفۃالمسیح الثالثؒ جب قومی اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کے لئے تشریف لاتے تھے تو آپ کو بھی ڈیوٹیاں دینے کی سعادت ملتی رہی۔

دوسروں کو دے کر زیادہ خوشی محسوس کرتے مگر خود انتہائی سادگی پسند تھے، نہ زیادہ کپڑے بنانے کا شوق اور نہ زیادہ دوسری چیزوں کا۔ آپ کا دل کمزوروں کے معاملے میں بہت حسّاس تھا۔ خاموشی سے مدد کرتے۔ اپنے بھائیوں سے بھی کہہ رکھا تھا کہ کسی ضرورتمند کی مدد کرنی ہوتو مجھے بتا دیا کرو۔ آپ کے کالج میں ایک عیسائی کی وفات ہوئی تو تعزیت کے لئے جانے والوں سے آپ نے کہا کہ صرف تعزیت ان کے مسائل حل نہیں کر پائے گی اس لئے سب کچھ نہ کچھ رقم دیں جس سے اُس کی مدد کی جائے چنانچہ اس بیوہ کو یہ رقم دی گئی تو وہ بے اختیار دعائیں دینے لگی۔

1995ء میں نظام وصیت میں شامل ہوئے۔ اُنہی دنوں میں ہمارا نیا گھر زیرتعمیر تھا۔ ابھی لکڑی کا کام باقی تھا۔ آپ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے سر چھپانے کے لئے انتظام کر دیا ہے، اب پہلے اللہ تعالیٰ کا حق ادا کریں باقی کام بعد میں کریں گے۔ چنانچہ حصہ جائیداد ادا کرنے کے لئے کئی کمیٹیاں ڈال دیں جونہی رقم آتی آپ فوراً ادائیگی کرتے۔ چنانچہ شہادت سے پہلے سارا حصہ جائیداد ادا کر چکے تھے۔

ایک مرتبہ بعض ورثا نے ایک مکان کی وراثت کی تقسیم کے سلسلے میں آپ کی مدد چاہی (کیونکہ آپ نے L.L.B کیا ہوا تھا)۔ یہ ایک نہایت پیچیدہ کیس تھا کیونکہ ورثاء میں ایک خاتون ایسی بھی تھیں جو ذہنی طور پر نارمل نہ تھیں اور ایک کم عمر بچی کی ماں تھیں۔ آپ نے محض لِلّٰہ اس مسئلے کو حل کرنے کا بیڑہ اٹھایا اور کئی ماہ کی محنت کے بعد اس مکان کی شرعی تقسیم ہوگئی۔ کئی مرتبہ مخالف پارٹی کی جانب سے دھمکیاں بھی ملتی رہتیں۔ مَیں نے آپ کی جان کے خوف سے کہا کہ آپ کیوں کسی کے معاملے میں پڑ رہے ہیں تو کہنے لگے جب میں حق کا ساتھ دے رہا ہوں تو مجھے کوئی ڈر نہیں ایسی کمزور ذہن خاتون کو جب حصہ جائیداد ملا تو ان کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ اُن کا اطمینان دیکھ کر آپ کہنے لگے ’’اس بے بس عورت کو خوش دیکھ کر میرے اندر سکون اتر آیا ہے، شاید قدرت کو میری یہ نیکی پسند آجائے‘‘۔

آپ ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ ایک احمدی کا اچھا کردار ہی اس کی تبلیغ کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ اور درحقیقت آپ ایسے ہی کردار کے مالک تھے۔ ہر بات کو قرآن اور حدیث سے ثابت کرنا، کم مگر سلجھی ہوئی بات کرنا، طبیعت میں حیا اور دین کے اصولوں کی پابندی، آپ کو دوسروں سے ممتاز کر دیتی اور باوجود اس کے کہ لوگوں کو آپ کے احمدی ہونے کا علم تھا وہ کسی بھی شرعی مسئلے میں آپ کی رائے کو اہمیت دیتے تھے۔ آپ بھی عام گفتگو میں تبلیغ کا موقع پیدا کر لیتے اور یہ شوق جوانی سے تھا۔

آپ، آپ کے تین بھائیوں اور ایک کزن پر 1985ء میں لاہور میں کلمہ کیس بنا۔ یہ مقدمہ تقریباً سات سال چلا۔ آپ ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ اس مقدمہ نے ہم سب پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے دروازے کھول دیئے ہیں اور ہمیں بہت ترقیات سے نوازا ہے۔ چونکہ آپ خود اسیر راہ مولیٰ رہ چکے تھے اس لیے اسیران راہ مولیٰ سے بھی محبت رکھتے تھے۔ اسیرانِ ساہیوال سے ملاقات اور مدد کے لئے مختلف مقامات پر پہنچتے رہے۔

5/دسمبر 1986ء کو ہماری شادی ہوئی۔ ہم قدرے مختلف طبیعتوں کے مالک تھے۔ آپ بُردبار اور ہر لفظ سوچ کر بولنے والے اور مَیں کسی حد تک بےفکر۔ مگر محبت کا جو تعلق پہلے روز ہمارے درمیان قائم ہوا وہ ان 23 سالوں میں کہیں کا کہیں جا پہنچا۔ گھر میں مسکراتے ہوئے داخل ہونا اور سیر سے واپسی پر میرے لیے موتیے کے پھول لانا، ہر بات شیئر کرنا اور ہر پریشانی میں میرے لیے ڈھال بن جانا۔ شادی کے چھٹے سال اللہ تعالیٰ نے ہمیں اولاد کی نعمت سے نوازا اس عرصہ میں آپ نے ایک مرتبہ بھی مجھے اس کمی کا احساس نہ دلایا۔

...❁...❁...❁...

## مکرم محمد احمد صدیقی صاحب شہید

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 18/ستمبر 2012ء میں شائع ہونے والی ایک خبر کے مطابق 15 و 16/ستمبر 2012ء کی درمیانی رات مکرم محمد احمد صدیقی صاحب آف گلستانِ جوہر کراچی کو نامعلوم افراد نے شدید فائرنگ کرکے اُس وقت موقع پر ہی شہید کردیا جب وہ اپنے برادرنسبتی مکرم ملک شمس فخری صاحب کے ہمراہ اپنے ڈیپارٹمنٹل سٹور ’’السلام سپرسٹور‘‘ واقع گلستان جوہر سے موٹر سائیکل پر اپنے گھر جانے کے لئے نکلے۔ 45 سالہ فخری صاحب شدید زخمی حالت میں ہسپتال میں داخل کئے گئے۔ انہیں پانچ گولیاں لگیں۔ جبکہ مکرم محمد احمد صدیقی صاحب کو دو گولیاں لگیں جن میں سے ایک دل پر اور دوسری کُولہے پر لگی۔

مکرم محمد احمد صدیقی صاحب ابن مکرم ریاض احمد صاحب صدیقی کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے بھائی مکرم عمران صدیقی صاحب کی بیعت سے ہوا جو 2001ء میں امریکہ میں بیعت کرکے جماعت میں شامل ہوئے تھے۔ اس کے بعد عمران صدیقی صاحب کی تبلیغ سے آپ کے دیگر دو بھائیوں عمیر صدیقی صاحب اور رضوان صدیقی صاحب نے بھی بیعت کرلی۔ اس کے بعد بشمول والدین کے پورا خاندان بیعت کرکے جماعت میں شامل ہوگیا۔

حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ نے 21/ستمبر 2012ء کو خطبہ جمعہ میں شہید مرحوم کا مختصر ذکرخیر فرمایا اور بعدازاں نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ حضورانور نے فرمایا کہ شہادت کے وقت شہید مرحوم کی عمر 23 سال تھی اور صرف ایک ہفتہ قبل اُن کا نکاح ہوا تھا۔ شہید مرحوم نے گزشتہ سال ہی ایم بی اے کا امتحان پاس کیا تھا۔ بہت شریف النفس، معصوم، اطاعت گزار اور خوش اخلاق طبیعت کے مالک تھے۔ کہتے ہیں کہ تیئس سال کا نوجوان نہ صرف خوبصورت شکل وصورت کا مالک تھا بلکہ خوب سیرت بھی تھا۔ ہروقت چند دعائیں اپنے پاس لکھ کر رکھا کرتے تھے اور اُنہیں پڑھتے رہتے تھے۔ اُن کے بھائی نے کہا کہ ہم میں سے سب سے قابل تھا۔ 7/ستمبر 2012ء کو اس نے اپنے بعض دوستوں کو موبائل پر SMS کیا کہ کراچی کے حالات بہت خراب ہیں، اگر مَیں شہید ہوجاؤں تو میرے لئے دعا کرنا۔

شہید مرحوم کی والدہ نے اس تکلیف دہ واقعہ کے وقت بتایا کہ تعزیت کے لئے آنے والی غیراحمدی رشتہ دار خواتین نے طنزیہ انداز میں کہا کہ آپ نے انجام دیکھ لیا۔ اس پر شہید مرحوم کی والدہ نے اُنہیں جواباً کہا کہ ہم نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر مسیح کو مانا ہے، ہم کسی سے نہیں ڈرتے۔ میں جماعت کی خاطر اپنے نو (9) کے نو (9) بیٹوں کو قربان کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اللہ کے فضل سے شہید کے بھائی بہن سب حوصلے میں ہیں۔ شہید مرحوم کے والد صاحب پہلے ہی وفات پا چکے ہیں۔ شہید مرحوم نے لواحقین میں بوڑھی والدہ محترمہ کے علاوہ آٹھ بھائی اور دو بہنیں سوگوار چھوڑی ہیں۔ آپ بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے۔

...❁...❁...❁...

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 19/اکتوبر 2012ء میں مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ کی ایک طویل نظم بعنوان ’’لجنہ اماءاللہ‘‘ شاملِ اشاعت ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب پیش ہے:

آج ہے آزادیٔ نسواں کا چرچا ہر طرف
پھر رہی ہے بنتِ حوّا بے محابا ہر طرف
نہ تعیّن سمت کا نہ مقصدِ اعلیٰ کوئی
عقل و دانش پر پڑا ہے جس طرح تالا کوئی
وہ سمجھتی ہیں کہ جاہل ہیں ہماری عورتیں
بند پردے میں ہیں ہم سوچوں سے عاری عورتیں
ہم بتاتے ہیں انہیں لجنہ اِماءاللہ ہے کیا
کیا ہیں اغراض و مقاصد، شان کیا، رتبہ ہے کیا
منفرد ہیں ہم ، ہماری منفرد تنظیم ہے
عورتوں کے واسطے جو باعثِ تکریم ہے
منسلک آپس میں یوں ہیں جس طرح اِک خاندان
اور سر پر ہے خلافت کا مبارک سائبان
مختلف نسلیں ، علاقے اور زبانیں مختلف
تیر سب کے ایک جانب ، ہیں کمانیں مختلف
عہد لیکن ایک ہے ، پیمان لیکن ایک ہے
مختلف ہیں جسم گرچہ جان لیکن ایک ہے
الغرض لجنہ اِماءاللہ عجب تنظیم ہے
دین دنیا پر مقدّم ہو ، یہی تعلیم ہے

# Muslim Television Ahmadiyya
# Weekly Programme Guide

October 12, 2018 – October 18, 2018

*Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.*
*For more information please phone on +44 20 3875 6040*

## Friday October 12, 2018

| | |
|---|---|
| 00:00 | World News |
| 00:20 | Tilawat |
| 00:40 | Dars-e-Malfoozat |
| 00:55 | Yassarnal Qur'an |
| 01:25 | Huzoor's Address At The European Parliament |
| 02:25 | In His Own Words |
| 03:00 | Spanish Service |
| 03:20 | Ashab-e-Ahmad |
| 03:55 | Tarjamatul Qur'an Class |
| 05:05 | Islami Mahino Ka Ta'aruf |
| 05:30 | Prophecies In The Bible |
| 06:00 | Tilawat |
| 06:15 | Dars-e-Hadith |
| 06:30 | Yassarnal Qur'an |
| 07:00 | Islamic Jurisprudence |
| 07:50 | Attractions Of Australia |
| 08:25 | Husn-e-Biyan |
| 09:00 | Huzoor's Address At The European Parliament |
| 09:55 | In His Own Words |
| 10:25 | The Prophecy Of Khilafat |
| 10:55 | Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il |
| 11:30 | Live Proceedings From Baitul Futuh Mosque |
| 12:00 | Live Friday Sermon |
| 13:00 | Live Proceedings From Baitul Futuh Mosque |
| 13:30 | Tilawat [R] |
| 13:50 | Attractions Of Australia [R] |
| 14:30 | Shotter Shondhane |
| 15:30 | Pakistan National Assembly 1974 |
| 16:30 | Friday Sermon [R] |
| 17:35 | Noor-e-Mustafwi |
| 18:00 | World News |
| 18:15 | Tilawat |
| 18:35 | Islamic Jurisprudence [R] |
| 19:10 | Noor-e-Mustafwi [R] |
| 19:30 | Huzoor's Address At The European Parliament [R] |
| 20:25 | Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il [R] |
| 21:00 | In His Own Words [R] |
| 21:30 | Friday Sermon [R] |
| 22:40 | Attractions Of Australia [R] |
| 23:10 | Pakistan National Assembly 1974 [R] |

## Saturday October 13, 2018

| | |
|---|---|
| 00:00 | World News |
| 00:30 | Tilawat |
| 00:45 | Masjid Aqsa Qadian |
| 01:00 | Yassarnal Qur'an |
| 01:30 | Huzoor's Address At The European Parliament |
| 02:25 | In His Own Words |
| 03:00 | Islamic Jurisprudence |
| 03:35 | Dars-e-Hadith |
| 04:00 | Friday Sermon |
| 05:30 | Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il |
| 06:00 | Tilawat & Dars-e-Hadith |
| 06:30 | Al-Tarteel |
| 07:05 | Aao Urdu Seekhain |
| 07:25 | Open Forum |
| 08:05 | International Jama'at News |
| 09:00 | Friday Sermon: Recorded on October 12, 2018. |
| 10:10 | In His Own Words |
| 10:40 | Dua-e-Mustaja'ab |
| 11:05 | Indonesian Service |
| 12:05 | Tilawat & Dars-e-Hadith [R] |
| 12:30 | Al-Tarteel [R] |
| 13:00 | Live Intikhab-e-Sukhan |
| 14:05 | Bangla Shomprochar |
| 15:15 | Rights Of Women In Islam |
| 15:50 | The Life Of Hazrat Mirza Tahir Ahmad (ra) |
| 16:00 | Live Rah-e-Huda |
| 17:30 | Al-Tarteel [R] |
| 18:00 | World News |
| 18:15 | Tilawat |
| 18:35 | Aao Urdu Seekhain [R] |
| 19:00 | Open Forum [R] |
| 19:30 | Dua-e-Mustaja'ab [R] |
| 20:00 | Huzoor's Jalsa Salana Address Germany 2008 |
| 21:05 | International Jama'at News |
| 21:55 | Rights Of Women In Islam |
| 22:30 | Friday Sermon [R] |
| 23:40 | Life Of The Holy Prophet Muhammad (saw) |

## Sunday October 14, 2018

| | |
|---|---|
| 00:00 | World News |
| 00:25 | Tilawat & Dars-e-Hadith |
| 01:00 | Al-Tarteel |
| 01:30 | Huzoor's Jalsa Salana Address Germany 2008 |
| 02:30 | In His Own Words |
| 03:05 | Aao Urdu Seekhain |
| 03:25 | Open Forum |
| 04:00 | Friday Sermon |
| 05:10 | Rights Of Women In Islam |
| 05:40 | Life Of The Holy Prophet Muhammad (saw) |
| 06:00 | Tilawat & Dars-e-Hadith |
| 06:30 | Yassarnal Qur'an |
| 07:00 | Rah-e-Huda: Recorded on October 13, 2018. |
| 08:35 | Roots To Branches |
| 09:00 | Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat |
| 10:05 | In His Own Words |
| 10:40 | Masjid Aqsa Rabwah |
| 11:00 | Indonesian Service |
| 12:00 | Tilawat & Dars-e-Hadith [R] |
| 12:30 | Yassarnal Qur'an [R] |
| 13:00 | Friday Sermon: Recorded on October 12, 2018. |
| 14:05 | Shotter Shondhane |
| 15:10 | Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat [R] |
| 16:15 | In His Own Words [R] |
| 16:50 | Rang-e-Bahaar |
| 17:30 | Yassarnal Qur'an [R] |
| 18:00 | World News |
| 18:20 | Tilawat |
| 18:35 | Story Time |
| 19:00 | Islamic Jurisprudence |
| 19:30 | Jalsa Salana Speeches |
| 20:00 | Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat [R] |
| 21:05 | In His Own Words [R] |
| 21:40 | Rang-e-Bahaar [R] |
| 22:20 | Friday Sermon [R] |
| 23:25 | Roots To Branches |

## Monday October 15, 2018

| | |
|---|---|
| 00:00 | World News |
| 00:20 | Tilawat |
| 00:35 | Dars-e-Hadith |
| 01:00 | Yassarnal Qur'an |
| 01:30 | Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat |
| 02:35 | In His Own Words |
| 03:10 | Rang-e-Bahaar |
| 03:55 | Friday Sermon |
| 05:00 | Khazain-ul-Mahdi |
| 05:35 | Roots To Branches |
| 06:00 | Tilawat |
| 06:15 | Dars-e-Hadith |
| 06:35 | Al-Tarteel |
| 07:10 | Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on December 15, 1997. |
| 08:00 | Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as) |
| 08:25 | Jalsa Salana Speeches |
| 09:00 | Peace Symposium: Recorded on March 23, 2013. |
| 09:40 | In His Own Words |
| 10:15 | Swahili Service |
| 10:55 | Friday Sermon: Recorded on May 4, 2018. |
| 11:55 | Tilawat [R] |
| 12:05 | Dars-e-Hadith [R] |
| 12:25 | Al-Tarteel [R] |
| 12:55 | Friday Sermon: Recorded on November 9, 2012. |
| 14:00 | Bangla Shomprochar |
| 15:05 | Peace Symposium 2013 [R] |
| 15:45 | In His Own Words [R] |
| 16:30 | International Jama'at News |
| 17:25 | Al-Tarteel [R] |
| 18:00 | World News |
| 18:15 | Tilawat |
| 18:30 | Swedish Service |
| 19:00 | Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as) [R] |
| 19:25 | Jalsa Salana Speeches [R] |
| 20:00 | Peace Symposium 2013 [R] |
| 20:40 | In His Own Words [R] |
| 21:20 | Pakistan National Assembly 1974 |
| 22:30 | Rencontre Avec Les Francophones [R] |
| 23:20 | Chef's Corner |

## Tuesday October 16, 2018

| | |
|---|---|
| 00:00 | World News |
| 00:25 | Tilawat |
| 00:40 | Dars-e-Hadith |
| 01:00 | Al-Tarteel |
| 01:30 | Peace Symposium 2013 |
| 02:15 | In His Own Words |
| 03:00 | International Jama'at News |
| 03:55 | Rencontre Avec Les Francophones |
| 04:45 | Seerat Hazrat Masih Ma'ood (as) |
| 05:05 | Jalsa Salana Speeches |
| 05:35 | Hazrat Masih Nasri Ka Asal Pegham |
| 06:00 | Tilawat |
| 06:15 | Dars-e-Malfoozat |
| 06:30 | Yassarnal Qur'an |
| 07:05 | Liqa Ma'al Arab: Recorded on April 10, 1996. |
| 08:10 | Story Time |
| 08:30 | Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat: Recorded on January 31, 2016. |
| 09:35 | In His Own Words |
| 10:15 | Attractions Of Australia |
| 11:00 | Indonesian Service |
| 12:05 | Tilawat [R] |
| 12:20 | Dars-e-Malfoozat [R] |
| 12:30 | Yassarnal Qur'an [R] |
| 13:05 | Friday Sermon: Recorded on October 12, 2018. |
| 14:05 | Bangla Shomprochar |
| 15:10 | Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat [R] |
| 16:10 | In His Own Words |
| 16:50 | Pakistan In Perspective |
| 17:25 | Islamic Jurisprudence |
| 17:55 | Yassarnal Qur'an [R] |
| 18:30 | World News |
| 18:45 | Tilawat |
| 18:55 | Rah-e-Huda |
| 20:30 | Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat [R] |
| 21:35 | In His Own Words [R] |
| 22:10 | Maidane Amal Ki Kahani |
| 23:00 | Liqa Ma'al Arab [R] |

## Wednesday October 17, 2018

| | |
|---|---|
| 00:00 | World News |
| 00:20 | Tilawat |
| 00:45 | Dars-e-Malfoozat |
| 01:00 | Yassarnal Qur'an |
| 01:30 | Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat |
| 02:40 | Pakistan In Perspective |
| 03:25 | Islamic Jurisprudence |
| 04:10 | Liqa Ma'al Arab |
| 05:20 | The Finality Of Prophethood |
| 06:00 | Tilawat |
| 06:15 | Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein |
| 06:30 | Al-Tarteel |
| 07:00 | Question And Answer Session |
| 08:15 | Qisas-ul-Ambiyaa |
| 09:10 | Huzoor's Jalsa Salana Address To German Guests: Recorded on September 8, 2018. |
| 10:25 | Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il |
| 11:00 | Indonesian Service |
| 12:05 | Tilawat [R] |
| 12:20 | Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein [R] |
| 12:30 | Al-Tarteel [R] |
| 13:00 | Friday Sermon: Recorded on October 12, 2018. |
| 14:05 | Bangla Shomprochar |
| 15:10 | Huzoor's Jalsa Salana Address To German Guests [R] |
| 16:15 | Adabi Nashist |
| 17:30 | Al-Tarteel [R] |
| 18:00 | World News |
| 18:20 | Tilawat |
| 18:35 | French Service |
| 19:25 | Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il [R] |
| 20:00 | Huzoor's Jalsa Salana Address To German Guests [R] |
| 21:05 | The Life Of Hazrat Mirza Tahir Ahmad (ra) |
| 21:20 | Adabi Nashist [R] |
| 22:30 | Question And Answer Session [R] |
| 23:50 | Rishta Nata Ke Masa'il |

## Thursday October 18, 2018

| | |
|---|---|
| 00:00 | World News |
| 00:20 | Tilawat |
| 00:40 | Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein |
| 01:00 | Al-Tarteel |
| 01:30 | Huzoor's Jalsa Salana Address To German Guests |
| 02:40 | Adabi Nashist |
| 03:50 | Question And Answer Session |
| 05:10 | Qisas-ul-Ambiyaa |
| 06:00 | Tilawat |
| 06:15 | Dars-e-Malfoozat |
| 06:25 | Yassarnal Qur'an |
| 07:00 | Tarjamatul Qur'an Class |
| 08:05 | Islamic Jurisprudence |
| 08:40 | Life Of The Holy Prophet Muhammad (saw) |
| 09:00 | An Audience With Huzoor: Recorded on March 23, 2013. |
| 10:00 | In His Own Words |
| 10:35 | Qur'an Sab Se Acha |
| 11:10 | Japanese Service |
| 11:25 | Pushto Muzakarah |
| 12:10 | Tilawat [R] |
| 12:25 | Yassarnal Qur'an [R] |
| 13:00 | Friday Sermon: Recorded on October 12, 2018. |
| 14:05 | Islamic Jurisprudence [R] |
| 14:40 | In His Own Words [R] |
| 15:30 | Persian Service |
| 15:55 | Friday Sermon [R] |
| 16:55 | Prophecies In The Bible |
| 17:25 | Yassarnal Qur'an [R] |
| 18:00 | World News |
| 18:15 | Tilawat |
| 18:30 | Qur'an Sab Se Acha |
| 19:05 | Open Forum |
| 19:35 | Ashab-e-Ahmad |
| 20:05 | Friday Sermon [R] |
| 21:05 | In His Own Words [R] |
| 21:40 | MTA Travel |
| 21:50 | Prophecies In The Bible [R] |
| 22:25 | Tarjamatul Qur'an Class [R] |
| 23:30 | Roots To Branches |

***Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).***

# Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:info@alfazlintl.org

Vol 25 | Friday 12 October 2018 | Issue No. 41


## امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ جرمنی ستمبر 2018ء

# مستورات کے خصوصی سیشن اور جرمن مہمانوں کے ساتھ پروگرام میں

# حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بصیرت افروز خطابات

# تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی طالبات میں اسناد و میڈلز کی تقسیم

# جرمنی کی وفاقی وزیر قانون کا ایڈریس


(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)


## 8؍ستمبر 2018ء بروز ہفتہ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح پانچ بجکر پچاس منٹ پر مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی حصّہ میں تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔

آج پروگرام کے مطابق لجنہ جلسہ گاہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا لجنہ سے خطاب تھا۔

### جلسہ گاہ مستورات میں خصوصی سیشن

آج لجنہ کے جلسہ گاہ میں صبح کے اجلاس کا آغاز دس بجے حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا العالی کی زیر صدارت ہوا جو دوپہر گیارہ بجکر چالیس منٹ تک جاری رہا۔ اس سیشن میں تلاوت قرآن کریم اور اس کے اردو و جرمن ترجمہ کے علاوہ ایک اردو نظم اور چار تقاریر ہوئیں۔ جن میں دو اردو زبان میں اور دو جرمن زبان میں تھیں۔

پروگرام کے مطابق دوپہر بارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لجنہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ ناظمہ اعلیٰ و نیشنل صدر لجنہ اماء اللہ جرمنی نے اپنی نائب ناظمات اعلیٰ کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا استقبال کیا اور خواتین نے بڑے ولولہ اور جوش کے ساتھ نعرے بلند کرتے ہوئے اپنے پیارے آقا کو خوش آمدید کہا۔

### جرمنی کی وفاقی وزیر قانون کا ایڈریس

جرمنی کی وفاقی وزیر قانون محترمہ کترینہ بارلی صاحبہ (Katarina Baley) بھی اس اجلاس میں شرکت کے لئے آئی ہوئی تھیں۔

اجلاس کے باقاعدہ آغاز سے قبل موصوفہ نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا:

’’جرمنی کے قومی پرچم کے ساتھ ساتھ جماعت احمدیہ کا پرچم بھی لگا ہوا ہے یہ بہت اہم بات ہے۔ یعنی یہاں دونوں کے لئے جگہ ہے۔ آپ کا یہ طریق کہ آپ لوگوں سے ملتے، بات چیت کرتے اور لوگوں کو حصہ لینے کی دعوت دیتے ہیں تا کہ بدظنیاں اور تحفّظات دور ہوں، بہت درست اور صحیح طریق ہے۔ مذہب کی آزادی ہمارے دستور کا حصّہ ہے۔ اس وقت جرمنی میں اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم اس آزادی کی حفاظت کریں۔ یہ آزادی ہر جگہ نہیں ہے۔ دنیا کے مختلف ممالک میں آپ کی جماعت کو اس بات کا علم ہے کہ یا تو مذہبی آزادی دی نہیں جاتی اور جہاں کاغذ پر دی جاتی ہے وہاں بھی عملی طور پر نہیں دی جاتی۔ مختلف ممالک میں آپ کی جماعت پر پابندیاں ہیں۔ ممبران کو امتیازی سلوک کا سامنا ہے بلکہ وہ مظالم کا بھی شکار ہیں۔ آپ کی جماعت کی گفت و شنید، دلی کشادگی اور یہ ماٹو کہ ’’محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں‘‘ بہت اہم ہیں۔ اس زمانہ میں ہمیں جرمنی میں آپ جیسے لوگوں کی پہلے سے زیادہ ضرورت ہے۔‘‘

موصوفہ کے ایڈریس کے بعد لجنہ کے اس اجلاس کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزہ درّ عجم ہیوبش صاحبہ نے کی۔ بعد ازاں اس کا اردو اور جرمن زبان میں ترجمہ پیش کیا گیا۔

اس کے بعد عزیزہ انیقہ شاکر باجوہ صاحبہ نے حضرت مصلح موعودؓ کا منظوم کلام

خدا سے چاہئے ہے لَو لگانی
کہ سب فانی ہیں پر وہ غیر فانی
وہی ہے راحت و آرام دل کا
اُسی سے روح کو ہے شادمانی

کے منتخب اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے۔

### تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی طالبات میں اسناد و میڈلز کی تقسیم

بعد ازاں پروگرام کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی 62 طالبات کو اسناد عطا فرمائیں اور حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا العالی نے ان طالبات کو میڈل پہنائے۔

تعلیمی ایوارڈ حاصل کرنے والی ان خوش نصیب طالبات کے اسماء درج ذیل ہیں:

| نمبر شمار | نام | جماعت | تعلیم |
|---|---|---|---|
| 1 | پروفیسر ڈاکٹر مدیحہ رانا صاحبہ | جرمنی | Habilitation in Psycholgy |
| 2 | ڈاکٹر سائرہ افضل صاحبہ | جرمنی | PhD in Biosciences |
| 3 | ڈاکٹر رداء انعام صاحبہ | جرمنی | PhD in English language and literature studies |
| 4 | صفورہ چیمہ صاحبہ | جرمنی | State Examination in Human Medicin |
| 5 | صائمہ انعام صاحبہ | جرمنی | State Examination in Human Medicin |
| 6 | غزالہ احمد صاحبہ | جرمنی | 2nd State Examination in Teaching |
| 7 | طلعت زبیر صاحبہ | جرمنی | Magistra Artium in Political Science German language and literature |
| 8 | طلعت زبیر صاحبہ | جرمنی | 1st State Examination in Teaching |
| 9 | صائقہ روبینہ اختر صاحبہ | جرمنی | 1st State Examination in Teaching |
| 10 | نائلہ ارشد صاحبہ | جرمنی | 1st State Examination in Teaching |
| 11 | عفیفہ شبیر احمد صاحبہ | جرمنی | 1st State Examination in Teaching |
| 12 | عمارہ بھٹی صاحبہ | جرمنی | 1st State Examination in Teaching |
| 13 | نداحنا احمد صاحبہ | جرمنی | 1st State Examination in Teaching |
| 14 | سمن ماجد شیخ صاحبہ | جرمنی | 1st State Examination in Teaching |
| 15 | سلمیٰ احمد صاحبہ | جرمنی | 1st State Examination in Teaching |
| 16 | مدیحہ احمد صاحبہ | جرمنی | 1st State Examination in Teaching |
| 17 | ندا رانجھا صاحبہ | جرمنی | 1st State Examination in Teaching |
| 18 | عفت احمد صاحبہ | جرمنی | 1st State Examination in Teaching |
| 19 | نوشین احمد صاحبہ | جرمنی | 1st State Examination in Teaching |
| 20 | منتہیٰ شفیق صاحبہ | جرمنی | Master of Science in Health Science |
| 21 | عظمیٰ حنیف صاحبہ | جرمنی | Master of Arts in Research in Social Work |
| 22 | ماریہ وحید صاحبہ | جرمنی | Master of Arts in Sociology |
| 23 | بشریٰ نور احمد صاحبہ | جرمنی | Master of Arts in Anglophone Literatures, Cultures and Media |
| 24 | سائرہ احمد صاحبہ | جرمنی | Master in Economics and Finance Sociology |
| 25 | ماریہ عباس صاحبہ | جرمنی | Master of Education in Teachning |
| 26 | عائشہ منور گھمن صاحبہ | جرمنی | Master of Science in Cardiovascular Science |


باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں